دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلّہ

ماہنامہ

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبدالحق بانی و مہتمم دار العلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

پاکستان

فہرست مضامین

ماہنامہ **الحق** اکوڑہ خٹک

محرم الحرام ۱۴۰۴ھ تا ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ **جلد نوزدہم** [19] اکتوبر ۱۹۸۳ء تا ستمبر ۱۹۸۴ء

انیسویں [19] جلد کے مضامین کی یہ فہرست موضوعات کے لحاظ سے ان سلسلہ وار صفحات کے حوالہ سے مرتب کی گئی ہے جو ہر صفحہ کے نیچے لگے ہوئے ہیں۔ یہ فہرست جلد کے آغاز میں لگوا لیجئے۔ شمارہ نمبر ۹ پر غلطی سے بجائے شوال کے شعبان لکھا گیا ہے۔ شمارہ نمبر ۹ کے چار صفحات ۵۹۲ تا ۵۹۵ غلط ہیں انہیں ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲ کر دیا جائے۔ (سمیع الحق)

نقشِ آغاز (اداریہ) سمیع الحق

قرآنیات

دعوات عبدیتِ حق ——— افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

اسلامی نظامِ حکومت، فقہ، اسلامی آئین و قانون

وفاقی مجلسِ شوریٰ میں نظامِ اسلام کے مساعی (سمیع الحق)

اسلامی تمدن و تہذیب میں عورت کا مقام

فرقِ باطلہ (قادیانیت، شیعیت وغیرہ)

عالمِ اسلام — (مسائل و مشکلات)

حقیقتِ اسلام — امتیازی شان

احکام و مسائل

نصاب ونظام تعلیم، تعلیمی ادارے اور مراکز

لسانیات

شخصیات

تاریخ ، سیر و سیاحت

افکار و اخبار (متفرقات)

دارالعلوم کے شب و روز

تعارف و تبصرۂ کتب

اے بی سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لدعوة الحق

فون نمبر: دارالعلوم - ۴ قرآن وسنت کی تعلیمات کا علمبردار فون نمبر: رہائش - ۲

جلد نمبر: ۱۹
شمارہ نمبر: ۱۲

ماھنامہ الحق اکوڑہ خٹک

ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ
ستمبر ۱۹۸۴ء

مدیر: سمیع الحق

اس شمارے میں

بدل اشتراک

پاکستان میں سالانہ -/۳۵ روپے فی پرچہ ۳/۵۰ روپے
بیرون ملک بحری ڈاک ۴ پونڈ بیرون ملک ہوائی ڈاک ۷ پونڈ

سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز ——— علامہ خمینی کے نظریات

ایڈیٹر الحق کے سفر حج پر جانے کی وجہ سے اس ماہ کے نقش آغاز میں برصغیر کے عظیم دینی مرکز دارالعلوم دیوبند کے ترجمان ماہنامہ دارالعلوم کا تازہ اداریہ شامل کیا جا رہا ہے۔

انقلاب ایران کے قائد اور لیڈر علامہ خمینی نہ صرف شیعی معتقدات کے پابند ہیں بلکہ وہ مذہب شیعیت کے زبردست داعی اور مبلغ بھی ہیں اس لئے ان کی سرکردگی اور سرپرستی میں ایران کے اندر جو انقلاب رونما ہوا ہے وہ ایک خالص شیعی انقلاب ہے جس کا اسلامی انقلاب سے ادنیٰ بھی تعلق نہیں ہے۔ لیکن تقیہ (جھوٹ اور فریب) کے دامِ تزویر اور پروپیگنڈہ کی غیر معمولی طاقت کے ذریعہ دنیا کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ علامہ خمینی شیعہ سنی اختلاف سے بیزار، وحدتِ اسلامی کے علم بردار ہیں اور مذہب شیعہ کے برخلاف وہ حضرات صحابہ بالخصوص خلفاء راشدین کی عزت وحرمت سنیوں ہی کی طرح کرتے ہیں۔ اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر عوام کے علاوہ بہت سے اربابِ علم وتحقیق بھی علامہ خمینی کو ایسا ہی یقین کرتے ہیں اور اس بنیاد پر ایران میں ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کو اسلامی انقلاب کہتے اور سمجھتے ہیں۔

اس بارے میں ہمارے پاس کثرت سے خطوط آئے جن میں عام طور پر صحیح صورت حال سے بے خبری کی بنا پر غلطی میں پڑ جانے کا اعتراف ہے۔ لیکن ان میں ایک خط ایسا بھی ہے جس میں حرفِ آغاز کے مندرجات سے اختلاف کیا گیا ہے۔ یہ مکتوب بنگلور کی ایک مسجد کے امام صاحب کی جانب سے لکھا گیا ہے۔ اس کے لب و لہجہ اور اندازِ تحریر کے متعلق ہمیں کچھ کہنا نہیں ہے۔ کیونکہ ہر شخص اپنی ہمت و اندازہ کے مطابق ہی گفتگو کرتا ہے۔ البتہ موصوف کی دلیل جو انہوں نے پیش کی ہے۔ ضرور محل نظر ہے۔ وہ اپنی رائے کی اصابت کو مدلل کرنے کیلئے لکھتے ہیں۔ ایران کے انقلاب کو جماعت اسلامی ہند و پاک متفقہ طور پر مانتی اور کہتی ہے۔ اس لئے اسے شیعی انقلاب کہنا صحیح نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں اتنی گذارش ہے کہ اگر موصوف کے نزدیک جماعت اسلامی ہی معیارِ حق ہے۔ تو پھر مزید گفتگو بے سود ہے۔ لیکن اگر کھلے دل و دماغ سے حقائق کو دلائل و براہین کی روشنی میں دیکھا جائے تو بات وہی درست ہے جو فروری کے شمارہ میں لکھی گئی ہے۔

شیعی معتقدات میں مسئلہ امامت، تبرا، تحریف قرآن اور تقیہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ علامہ خمینی ان عقائد میں اپنے پیش رو علماء کے بالکل نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی دو چار قدم

آگئے ہی ہیں۔ چنانچہ فروری کے شمارہ میں مسئلہ امامت سے متعلق علامہ خمینی کی رائے خود ان کی مشہور تصنیف "الحکومۃ الاسلامیہ" کے حوالہ سے وضاحت کے ساتھ بیان کردی گئی ہے کہ وہ اپنے ائمہ کو نہ صرف معصوم سمجھتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک ائمہ کا درجہ اور مقام ملائکہ مقربین اور حضرات انبیاء صلوات اللہ علیہم سے بھی بلند تر ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ وہ اپنے ائمہ کو خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کیطرح ہر قسم کے خطاء ونسیان اور بھول چوک سے بری سمجھتے ہیں۔ اور ان کی تعلیمات پر قرآن حکیم کی تعلیمات کی طرح سے عمل کرنا فرض اور ضروری سمجھتے ہیں۔ (دیکھئے کتاب مذکور کے صفحات ۱۳ اور ۵۲ وغیرہ)

اسی طرح مسئلہ تبرا میں وہ کسی شیعی عالم سے پیچھے نہیں ہیں۔ چنانچہ صحابیٔ رسول حضرت بن جندب رضی اللہ عنہ پر صاف لفظوں میں وضع حدیث کی تہمت لگاتے ہیں۔ (الحکومۃ الاسلامیہ ص۷۱) کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خاص تبرائی انداز میں یوں کرتے ہیں: ومعاویہ تراس قومہ اربعین عاماً ولکنہ لم یکسب لنفسہ سوی لعنۃ الدنیا وعذاب الآخرۃ الجہاد الاکبر۔ ص۱۵۔
معاویہ نے چالیس سال اپنی قوم پر حکومت کی لیکن اس مدت میں اپنے لئے دنیا کی لعنت اور آخرت کے عذاب کے علاوہ کچھ نہیں حاصل کیا۔

اپنی ایک اور تصنیف "کشف الاسرار" میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ اگر قرآن میں صراحت کے ساتھ امام کا نام ذکر کردیا جاتا تو اس اہم ترین مسئلہ میں امت کے درمیان اختلاف نہ پیدا ہوتا؟ لکھتے ہیں:

> فرضاً در قرآن اسم امام را ہم تعیین می کرد از کجا خلاف بین مسلمانہا واقع نمی شد آنہا نیکہ سالہا در طمع ریاست خود را بدین پیغمبر چسپاندہ بودند ودستہ بندیہا می کردند ممکن نہ بود بگفتہ قرآن از کار خود دست بردارند باہر حیلہ بود کار خود را انجام میدادند بلکہ شاید در ایں صورت خلاف بین مسلمانہا طورے می شد کہ بانہدام اصل اسلام منتہی می شد زیرا کہ ممکن بود آنہا کہ در صدد ریاست بودند چوں دیدند کہ باسم اسلام نمی شود بمقصود خود برسند یکدہ حزبے برضد اسلام تشکیل میدادند۔ (ص۱۱۳، ص۱۱۴)

یعنی بالفرض اگر قرآن میں امام کا نام متعین طور پر ذکر کردیا جاتا تو اس سے مسئلہ امامت میں باہمی نزاع کا ختم ہونا کیونکر لازم آتا ہے۔ جن لوگوں نے حکومت، ریاست کی لالچ ہی میں اپنے آپ کو مدت دراز تک دین پیغمبر کے ساتھ چپکا رکھا تھا اور فرمانبردار بنے ہوئے تھے۔ ان سے ممکن نہیں تھا کہ وہ

قرآن کے حکم کو مان کر اپنے مقصد سے دست بردار ہو جاتے جس حیلے سے بھی ان کی مقصد برآری ہوتی وہ اسے قطعی طور پر اختیار کرتے۔ بلکہ شاید امام کے نام کی تصریح کی صورت میں مسلمانوں کے درمیان ایسا اختلاف ہوتا کہ اسلام کی بنیاد ہی اکھڑ جاتی۔ کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ اسلام لانے سے جن کا مقصد حصول ریاست، وحکومت تھا وہ جب دیکھتے کہ اسلام کے نام سے وہ اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتے تو وہ اسلام ہی کے خلاف ایک پارٹی بنا کر میدان میں آجاتے۔

علامہ خمینی اپنی تحریر "انہا نیکہ سالہا در طمع ریاست، خود بدین پیغمبر چسپانیدہ بودند — الخ" سے حضرات خلفاء ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی جانب تعریض کر رہے ہیں، جیسا کہ مذہب شیعہ سے واقفیت رکھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں۔

علامہ خمینی نے اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا نام لیکر ان پر قرآن کی مخالفت کا الزام و اتہام لگایا ہے اور اس پر بھی جب ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا تو "حدیث قرطاس" کی بحث میں حضرت فاروق اعظم کو (نعوذ باللہ) کافر اور زندیق تک لکھ گئے۔

ملاحظہ ہو اصل عبارت:

"این کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ مخالف است با آیائے از قرآن کریم۔"
(کشف الاسرار ص ۱۱۹)

کیا ان واضح تصریحات کے ہوتے ہوتے بھی علامہ خمینی کے بارہ میں یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ شیعہ سنی اختلاف سے بیزار ہیں اور حضرات صحابہ بالخصوص خلفاء اربعہ کا احترام کرتے ہیں۔؟ علامہ خمینی کے انہیں شیعی معتقدات کی بنا پر ملت اسلامیہ کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ پروپیگنڈہ کے فریب میں نہ آئیں۔ "انقلاب ایران درحقیقت ایک شیعی انقلاب ہے اور اس کی نگاہیں حرمین شریفین پر لگی ہوئی ہیں"۔ اب رہا جماعت اسلامی کا مسئلہ تو یہ جماعت، اور اس کے بانی شیعیت سے بہت قریب رکھتے ہیں، اس لئے ان کی حمایت اس انقلاب کے اسلامی ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

صحبتے با اہلِ حق

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی مجلس میں

۱۹ ستمبر ۱۹۸۴ء دارالعلوم حقانیہ کے مفتی اعظم مفتی محمد فرید صاحب کے برادر اکبر جناب مولانا محمد زاہد صاحب کی وفات پر دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ نے دارالحدیث میں جمع ہو کر مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی۔ اس موقعہ پر اکابر علماء دیوبند، اکابر اساتذہ دارالعلوم حقانیہ، مولانا مرحوم اور دارالعلوم حقانیہ کے جملہ متعلقین و لواحقین جو دارالبقاء کو رحلت کر چکے ہیں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اسی مناسبت سے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے دعا کے دوران ارشاد فرمایا۔

○ کہ دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کرام کے لئے بھی دعائے مغفرت کرتے رہیئے۔ آج پاک و ہند میں علوم و اشاعت دین کی جو خدمت ہو رہی ہے یہ سب ہمارے اکابر اساتذہ کے مخلصانہ خدمات کے اثرات ہیں۔ والدین کے لئے دعا کرنے سے اور والدین کی خدمت کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔ اور اساتذہ کی خدمت اور ان کے حق میں دعا کرنے سے علم میں برکت، اشاعتِ علم اور خدمتِ دین کے مواقع میسر ہوتے ہیں۔

○ فرمایا، قوتِ حافظہ کے جہاں اور بہت سے اسباب ہیں ان میں اہم سبب اپنے اساتذہ کے لئے دعا کرنا بھی ہے۔ جتنا بھی اس کا اہتمام کیا جائے گا قوتِ حافظہ میں اسی قدر زیادہ اضافہ ہوتا رہے گا۔

○ ارشاد فرمایا، تمہارے سامنے ایک بیمار، معذور، بہرے، اندھے ڈھانچہ کی صورت میں میری تصویر ہے حقیقتاً ظاہراً باطناً بیمار ہوں میرے لئے بھی دعا فرماتے رہیئے کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین کے لئے شفائے کاملہ عطا فرمائے اور اخلاص کے ساتھ خدمت دین کے مواقع میسر فرمائے۔

○ فرمایا، دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء سے متعلق جو رپورٹیں آرہی ہیں الحمد للہ تعلیمی تبلیغی، تدریسی، تصنیفی اور خاص کر آج کل جہاد افغانستان کی صورت میں جو کام اللہ تعالیٰ ان سے لے رہا ہے یہ سب ان کی بارگاہِ ربوبیت میں قبولیت کی علامتیں ہیں۔ میری تو رگ رگ دعا کرتی ہے کہ باری تعالیٰ مزید ترقیات و کمالات سے سرفراز فرمائے اور خدمتِ اسلام کے بہترین مواقع میسر فرمائے۔

فرمایا، آج مجھے بڑی مسرت ہوئی اور آپ کو بھی یہ سن کر مسرت ہوگی کہ گذشتہ سال ہمارے ہاں جن طلبہ نے دورہ حدیث کیا ہے ان میں سو سے زائد طلبہ اس سال مختلف مقامات پر مختلف دینی مدارس میں مدرس لگ چکے ہیں اور تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

○ فرمایا۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ جو بہت بڑے متقی اور ولی تھے۔ مجذوبانہ شان رکھتے تھے۔ خدا

کے مقبول بندے اور مستجاب الدعوات تھے۔ ایک روز علماء اور طلبہ کے ایک حلقہ میں بڑی مجذوبانہ شان میں فرمانے لگے "منوا کے چھوڑا" جب حاضرین نے بار بار یہ ارشاد گرامی آپ سے سنا تو عرض کی کہ حضرت معاملہ کیا ہے؟ فرمایا

" برسوں سے خدا کے حضور دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کے لئے معاشی کفالت کی دعا کرتا رہا۔ آج سحری کے وقت اللہ پاک نے بذریعہ الہام آگاہ فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء کی کم سے کم ماہانہ دس روپے کی کفالت کی ذمہ داری اللہ پاک نے لے لی ہے (اس زمانہ میں دس روپے اچھے خاصے متوسط گھرانہ کے ماہوار متوسط اخراجات کے لئے کافی ہوجاتے تھے)

ارشاد فرمایا، ہم بھی تو ان ہی اساتذہ کے غلام اور کفش بردار ہیں ان ہی سے سب کچھ سیکھا ہے۔ ہمارا بھی ہی اللہ ماوی اور ملجا ہے۔ آئیے ہم بھی خدا کے حضور گڑ گڑا کر خدا سے وہی مانگیں جو اس کے شان کریمانہ کے شایان شان ہے۔ پھر حضرت نے طویل دعا فرمائی جو آدھ گھنٹے تک جاری رہی۔ یقین و معرفت اور تواضع و انکساری کے جن الفاظ و انداز سے آپ دعا فرما رہے تھے حاضرین بھی اسی کیفیت سے سرشار تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کہ بارگاہ ربوبیت سے حضرت کی دعاؤں پر قبولیت کی مہر لگ رہی ہے۔

دعا ختم ہوئی تو اساتذہ و طلبہ کو یہی کہتے سنا گیا کہ آج حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے بھی "منوا کے چھوڑا" بہرحال قصہ جیسا بھی ہے سب کے سامنے تھا۔ ہر ایک کا اپنا تخیل ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت شیخ مدظلہ کا اپنے اکابر اساتذہ سے تعلق اور للّٰہی نسبت ہے اسی اعتبار سے آپ کی آج کی دعا میں "یعقوبی نسبت" کا اظہار تھا۔ اپنی افتاد طبع اور مزاجی خصوصیت کے پیش نظر آپ ظاہراً وہ بات نہ کہہ سکے جو مولانا محمد یعقوب صاحب نے کہہ دی تھی۔ آپ کی دعاؤں میں بھی سر دلبراں کے طور وہی چیز آسانی سے پائی جا سکتی ہے۔ جو مولانا محمد یعقوب صاحب سے اکابر علماء دیوبند میں وراثتاً منتقل ہوتی چلی آرہی ہے۔ میں نے جسے "نسبت یعقوبی" سے تعبیر کیا ہے۔ آج اکوڑہ کی حالت جیسے بھی ہے سو ہے مگر کون نہیں جانتا چند سال قبل آج جہاں دارالعلوم ہے یہاں اور اس کے اردگرد میلوں تک پانی اور درختوں کا نشان تک نہ تھا۔ بنجر غیر آباد اور بے آب و گیاہ اور صحرائی و پہاڑی علاقہ میں جب اللہ نے چاہا تو دارالعلوم کی شکل میں اکوڑہ کے پتھروں سے علوم و معارف کے چشمے ابل دئے۔ فیض پھیلا اور ایسا پھیلا کہ پاکستان میں شاید ہی کوئی مدرسہ ہو جس میں دارالعلوم کا فاضل کام نہ کر رہا ہو۔ جہاد افغانستان ایک مستقل عنوان ہے جس پر فضلائے دارالعلوم کے کردار پر ہزاروں صفحات لکھے جا سکتے ہیں۔ پاکستان کے علاوہ بھارت بنگلہ دیش۔ عرب ممالک بالخصوص متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، افریقہ و امریکہ ملکوں ملکوں میں فضلاء اور

لہ غالباً شیخ الادب مولانا اعزاز علی رح صاحب کا ارشاد گرامی ہے کہ جن طلبہ کو تعلیم کے بعد تدریس کا موقعہ میسر آجائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ان کی طالب علمی بارگاہ الٰہیت میں مقبول ہے (مرتب)

دارالعلوم کے فارغ التحصیل پہنچے ہوئے ہیں۔ اور دینی خدمات میں جو مصروف ہیں۔ اور دینی خدمات کے اہم مناصب پر فضلائے حقانیہ کی خدمات اور پھر معاشی کفالت کے غیبی اسباب ’’اسے مولانا محمد یعقوب صاحب کے ارشاد ’’منوا لیا ہے‘‘ کا نسبتی پر تو قرار دئے بغیر بھی اہل بصیرت جیسی تعبیر کریں کر سکتے ہیں میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ یعقوبی نسبت کا مظاہرہ ہے۔ اور اسی کی برکات ہیں۔ جن حضرات کو دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ اور رفتار کار سے کچھ بھی واسطہ پڑا ہے قدم قدم پر انہیں اس کے مشاہدات نصیب ہوئے ہیں۔ اور یہ ایسے واقعات ہیں کہ کسی آنکھیں رکھنے والے انسان سے اس کا انکار ناممکن ہے آخر انکار کیسا ابھی آج ہی واقعہ ہے۔

○ اسی روز بعد المغرب زروبی (ضلع مردان) میں دارالعلوم حقانیہ کے ایک فاضل (مولانا فضل علی صاحب) کے نکاح اور دستار بندی کی تقریب تھی۔ دارالعلوم کے تمام اساتذہ اس میں مدعو تھے۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ اہل زروبی کے شدید مطالبہ اور دارالعلوم کے اساتذہ کی پرزور سفارش و اصرار پر تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ اپنے دارالعلوم کے اساتذہ اور زروبی کے سینکڑوں عقیدت مندوں کے حلقہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ رفیق محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فانی زروبی نے حضرت کو بتایا کہ ہمارے اس چھوٹے سے گاؤں میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہم نے تعداد سنی تو حیران ہو کر رہ گئے۔ نگاہیں حضرت کے چہرہ پر تھیں۔ جبین اقدس مسرت سے منور تھی۔ اور خدا کا شکر ادا کر رہے تھے۔ تواضع و مسکنت اور اللہ رب العزت کی ممنونیت کے جذبات سے بھرے کلمات ارشاد فرما رہے تھے۔

دکھانا یہ ہے کہ زروبی جیسے ایک چھوٹے گاؤں میں بھی فضلائے حقانیہ کی تعداد اس قدر زیادہ ہے اور وہ سب دینی خدمات کے مختلف شعبوں میں مصروف خدمت ہیں۔ یہ اور اس نوع کے بیسیوں واقعات اور مشاہدات کے بعد یہی کہا جا سکتا ہے کہ سب برکات ایک دھڑکتے ہوئے دل کا درد اور آہ سحر گاہی کے اثرات ہیں۔ جن کے نکھار و بہار میں یعقوبی نسبتیں کارفرما ہیں۔

زروبی میں نکاح و دستار بندی کی اس تقریب میں علماء، فضلاء اور عام مسلمانوں کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے مسجد میں انعقاد نکاح کی تقریب کو افضل قرار دیا ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں جو عابدین و زاہدین اور علماء و مجاہدین کے مرکز ہیں۔ نکاح بھی چونکہ امت کی تکثیر کا ذریعہ ہے جب سلسلہ تناسل چلے گا تو اس سے زہاد و علماء اور عابدین و مجاہدین پیدا ہوں گے۔ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی دیگر امم پر فخر و مباہات کا ذریعہ ہوں گے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے تولدوا تناکحوا فانی اباحی بکم الامم (الحدیث) چونکہ نکاح عابدین کے پیدا کرنے اور ان کی کثرت کا ذریعہ ہے اس لئے یہی مناسب ہے کہ اسے مساجد میں انجام دیا جائے۔ تاکہ سنت کے احیاء کے ساتھ ساتھ لوگوں کی وابستگی مساجد سے مضبوط ہو۔

مولانا محمد زاہد صاحب محدث کبیر حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی کے شاگرد تھے اسی مناسبت سے جب حضرت غورغشتوی کا ذکر آیا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا کہ

مولانا نصیر الدین غورغشتوی سرحد کے شاہ ولی اللہ تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے قبل ہندوستان میں منطق وفلسفہ کا درس تو بڑے اہتمام سے ہوتا تھا اور اس کو سب سے بڑا کمال سمجھا جاتا تھا۔ مگر حضرت شاہ صاحب نے ہندوستان میں علم حدیث اور اس کی تعلیم وتدریس کو فروغ دیا۔ اسی طرح سرحد میں بھی یہی حال تھا۔ کہا جاتا تھا قاضی مبارک فلاں مولوی سے اور فلسفہ کی فلاں کتاب فلاں علامہ سے پڑھنی چاہئے۔ جب حدیث کی بات آتی تو کہا جاتا کہ مشکوٰۃ، کتاب العلم اور کتاب الایمان مولانا غورغشتوی سے پڑھ لینا چاہئے زیادہ نہیں۔ ورنہ حدیث زیادہ پڑھ لینے سے انسان وہابی بن جاتا ہے۔ جہالت تھی اللہ تعالیٰ حضرت غورغشتوی کی قبر کو نور سے بھر دے جنہوں نے سرحد میں حدیث کو رواج دیا۔

عشاء کے بعد جلسہ عام منعقد ہوا۔ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب (زروبوی واستاد حدیث دارالعلوم حقانیہ) اور مولانا محمد ابراہیم فانی زروبوی نے اپنے استقبالیہ میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی زروبی تشریف آوری کو اہل شہر کے لئے یوم تبریک قرار دیا۔ حضرت شیخ مدظلہ کی نماز عشاء کے بعد واپسی ہوئی۔ دارالعلوم کے دیگر مشائخ واساتذہ کا وہاں قیام رہا۔ عشاء کے بعد رات گئے تک جلسہ جاری رہا۔ مولانا قاری محمد عبداللہ اور احقر کی تقریریں ہوئیں۔ صدارت مفتی محمد فرید صاحب کی تھی۔

صبح واپسی کے وقت اساتذہ کا یہ قافلہ شاہ منصور میں مفسر قرآن مولانا عبدالہادی صاحب (المعروف بہ مولانا شاہ منصور صاحب) کی خدمت میں لغرض زیارت وملاقات اور حصول دعا حاضر ہوا۔ موصوف اسی سال سے متجاوز ہو چکے ہیں۔ اپنے وقت کے بہت بڑے مفسر اور جید ومشہور عالم دین ہیں۔ ہر سال دو ڈھائی سو کے قریب طلبہ آپ سے دورۂ تفسیر پڑھتے ہیں

موصوف اساتذہ دارالعلوم کا سنتے ہی اپنے نحیف ونزار اور حد درجہ ضعیف جسم کے ساتھ تشریف لائے۔ یعقوبی نسبتیں یہاں بھی ظاہر ہو رہی تھیں۔ حاضرین سب کہہ رہے تھے۔ حضرت ہمارے لئے دعا فرمایئے۔ مگر سنا یہ جا رہا تھا کہ حضرت شیخ الحدیث کی صحت کیسی ہے۔

مولانا عبدالہادی صاحب فرما رہے تھے کہ ہمیں حضرت شیخ الحدیث کی دعاؤں کا شدید احتیاج ہے ہم تو ہر وقت دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ ان کی زندگی میں برکت دے اور امت کو ان سے زیادہ سے زیادہ فیض پہنچائے۔ آپ کے پاس خیر وبرکت اور دعاؤں کا چشمہ موجود ہے۔ میرے لئے دعاؤں کی درخواست کردیں۔ یہ اور اس نوع کے جملے ان کے مبارک منہ سے نکل رہے تھے کہ آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ آواز بھرا گئی ہاتھ اٹھائے۔ بڑھاپے سے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ دیر تک روتی اور گلوگیر آواز کے ساتھ حضرت شیخ مدظلہ کی صحت یابی اور مزید دینی خدمات میں ترقیات کے لئے دعا کرتے رہے۔

اس مبارک محفل میں مجھے یہی تخیل رہا کہ حق تعالیٰ نے استاذی واستاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی یعقوبی نسبتوں کا اذعان معاصر اور اکابر علماء واولیاء کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ زمین پر اولیاء وعلماء اور صالحین کی محبتیں آسمان پر ملائکہ اور آسمان والوں کی محبتوں کی سندیں ہیں ؎

بجناب ضیاء الدین لاہوری
علامہ اقبال ٹاؤن ۔ لاہور

بحث و نظر

سرسیّد، مرزا قادیانی اور انگریزی حکومت

تاریخ بڑی ظالم چیز ہے وہ اپنی کسوٹی پر حقائق پرکھ کر چھوڑتی ہے۔ ہم یہ موضوع قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ اظہار خیال کرنا چاہیں تو الحق کے صفحات حاضر ہیں۔ (ادارہ)

انیسویں صدی کے آخری عشروں میں سرسیّد احمد خان اور مرزا غلام احمد قادیانی بہت مشہور ہوئے۔ دونوں اپنے اپنے طور پر برطانوی حکومت کی حمایت میں نہایت شدت سے سرگرم عمل رہے اور مذہبی حوالوں کی بنیاد پر مسلمانوں کو انگریزوں کی اطاعت کی تلقین کرتے رہے۔ مرزا قادیانی نے اس مقصد کے لیے مسلمانوں سے الگ ایک مذہب کی بنیاد رکھی۔ اور اپنے پیروکاروں کے لئے سلطنت انگریزی کا وفادار ہونا لازمی قرار دیا۔ جبکہ سرسیّد نے دوسرے ذرائع کے علاوہ علی گڑھ کالج کے ذریعہ اپنے مقاصد کی تکمیل کا خواب دیکھا۔ اور عمر بھر اپنے خطبات میں مسلمان عوام اور طلبہ کا سب سے بڑا فرض سرکار انگریزی کی خیر خواہی قرار دیتے رہے۔ سرسید کے دست راست نواب محسن الملک نے اپنے ایک لیکچر میں کالج کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں کی مذہبی تعلیم تعصب سے پاک ہے، تفرقہ کو دور کرنے والی ہے۔ غیر مذہب والوں سے اتحاد اور دوستی رکھنے کی تعلیم دیتی ہے۔ گورنمنٹ کی اطاعت اور سچی خیر خواہی کو جزو اسلام بتاتی ہے"۔[1]

۱۸۹۷ء کی یونان ترکی لڑائی میں ترکوں کی فتح پر ہندی مسلمانوں نے سلطان کو مبارک بادی کے تار روانہ کئے۔ سرسید کے لئے یہ خوشی ناقابل برداشت تھی کیونکہ مسلمانوں کا یہ طرز عمل جہاں عظیم اسلامی ملک کی فتح کا جشن تھا وہاں ذہنی طور پر برطانوی حکومت کے خلاف جذبات کا اظہار بھی تھا۔ جو اس دوران ترکوں کے خلاف سخت کلمات استعمال کرتی

---

[1] مجموعہ لیکچرز و اسپیچز۔ نواب محسن الملک مطبوعہ لاہور ۱۹۰۴ء صفحہ ۴۷۰

رہی تھی۔ سرسید نے اوپر تلے کئی مضمون مسلمانوں کے اظہارِ مسرت کے اِن جذبات کے خلاف لکھے۔ دوسری جانب مرزا قادیانی نے بھی حسبِ توقع اسی قسم کے ردِ عمل کا اظہار کیا۔ سرسید کو مرزا صاحب کا ایک مضمون بہت بھلا لگا۔ اور انہوں نے اسے "مرزا غلام احمد قادیانی" کے زیرِ عنوان مندرجہ تبصرہ کے ساتھ شائع کیا:۔

" مرزا صاحب نے جو اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء کو جاری کیا ہے اس اشتہار میں مرزا صاحب نے ایک نہایت عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی کی رعیت ہے، ایسا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ اس لئے ہم اس فقرہ کو اپنے اخبار میں چھاپتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہیں۔ مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں۔ اور ناشکر گذاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میرے قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پرامن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ (یعنی مرزائیت) اس گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نمک حرام ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو ان کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ ان کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی، جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے، منافقانہ نہیں ہے ولعنۃ اللہ علی المنافقین، بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے"[1]

مرزا صاحب نے اس تبصرہ کو برطانیہ کے ایک سند یافتہ عظیم خیر خواہ کی سندِ فضیلت سمجھتے ہوئے اس کا ذکر اپنی ایک تحریر میں یوں کیا:۔

---

[1] علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ مع تہذیب الاخلاق ۲۴ جولائی ۱۸۹۷ء

زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔ آمین ثم آمین[1]

اے ملکہ قیصرۂ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے[2]

دعا کو قبول کر۔ آمین۔ الٰہی ہماری ملکہ وکٹوریا ہو اور جہان ہو[3]

خدا ہمیشہ ہماری ملکہ وکٹوریا کا حافظ ہے۔ ہم بیان نہیں کر سکتا خوبی اس پر رحم اشتہار کی جو ہماری ملکہ معظمہ نے جاری کیا ہے بے شک ہماری ملکہ معظمہ کے سر پر خدا کا ہاتھ ہے۔ بے شک یہ پُر رحم اشتہار الہام سے جاری ہوا ہے[4]

ملکہ کی سلامتی اور درازی سلطنت کی دعا

مرزا قادیانی یا الٰہی اس مبارک قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر[5]

سرسید ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ...... دونوں قوموں میں نہایت محبت و اخلاص سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں اپنی زندگی نہایت وفاداری سے بسر کریں اور ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر انڈیا کی سلامتی اور درازی سلطنت کی دعا کرتے رہیں[6]

حضرت ملکہ کی شصت سالہ جشن جوبلی پر دعائیں فرض اور واجب

مرزا قادیانی ہم پر واجب ہے کہ ہم سچے دل سے نہ نفاق سے اس گورنمنٹ کے شکر گذار رہیں اور جناب قیصرہ ہند دام ظلہا کی عمر و اقبال و دولت اور اس خاندان کے دوام اور بقا کے لئے دل سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ نے اس شکر اور ان دعاؤں کے لئے جشن جوبلی کا ہمیں ایک موقع دیا ہے اور یہ دن حقیقت میں ایک

سرسید ہمارا مذہبی فرض ہے کہ ہم حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی اطاعت دل و جان سے کریں اور ان کی دولت اور حکومت کی درازی اور قیام و استحکام کی دعا کرتے رہیں اور اس بات کے اظہار کے لئے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے مذہب کے احکام کے سچے پیرو ہیں اور اپنے عادل اور فرض شناس حاکم کی نہایت وفاداری اور

---

[1] تحفہ قیصریہ مطبوعہ قادیان ۱۸۹۷ء ص ۳۲ [2] ستارہ قیصرہ مطبوعہ قادیان ۱۸۹۹ء ص ۸ [3] شکریہ مطبوعہ میرٹھ ۱۸۵۹ء ص ۵ [4] اسباب سرکشی ہندوستان مطبوعہ آگرہ ۱۸۵۹ء ص ۴۱ [5] ستارہ قیصرہ ص ۷ [6] آخری مضامین مطبوعہ لاہور ۱۸۹۸ء ص ۵۸

دنیا میں بے نظیر گورنمنٹ

مرزا قادیانی میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر امن قائم کیا ہو[1]

سرسیّد انگریزی گورنمنٹ سے جس قدر ملک میں امن و امان اور رعایا میں آزادی ہے اس کی نظیر دنیا میں کسی گورنمنٹ میں نہیں ہے[2]

مذہبی آزادی میں کوئی مانع نہیں

مرزا قادیانی خدا تعالیٰ نے انگریزوں کو ملک دیا۔ اور انہوں نے ملک لے کر کچھ ظلم نہ کیا کسی کا نماز روزہ بند نہ کیا۔ کسی کو حج پہ جانے سے منع نہ کیا۔ بلکہ عام آزادی اور امن قائم کیا[3]

سرسیّد سرکار انگلشیہ کی عملداری میں ہندو مسلمان سب امن اور آسائش سے رہتے ہیں۔ کوئی زبردست زیردست پر ظلم نہیں کر سکتا۔ ہر شخص اپنے اپنے مذہب کے موافق خدا کی یاد، پرمیشور کی پرستش میں مصروف ہے۔ کوئی کسی سے معترض نہیں۔ ہندو اپنے مذہب کے مطابق شیوالے بناتے ہیں اور پوجا کرتے ہیں مسلمان اپنے مذہب کے موافق مسجدیں بناتے ہیں اور اذانیں دیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، کوئی روکنے والا اور منع کرنے والا نہیں[4]

ملکہ وکٹوریہ

ملکہ وکٹوریا کو الہام اور اس کے سر پر خدا کا ہاتھ

مرزا قادیانی اے قادر و کریم۔ اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ۔ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے

سرسیّد الہیٰ! ... تیرے ہی القار سے ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا دام سلطنتہا نے پُر رحم اشتہار معافی کا جاری کیا ہم دل سے اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور اپنی جان سے ملکہ کو دعا دیتے ہیں۔ الہیٰ، تو ہماری اس

---

[1] ازالہ اوہام مطبوعہ امرتسر ۱۳۰۸ھ صہ ۵۴ [2] مکمل مجموعہ لیکچرز و اسپیچز سرسید مطبوعہ لاہور ۱۹۰۰ء صہ ۱۱۷ [3] شہادت القرآن صہ ۷۹ [4] سرکشی ضلع بجنور مطبوعہ آگرہ ۱۸۵۸ء صہ ۱۴۳

بسر کرو اس کے شکر گذار اور فرماں بردار بنے رہو۔[1]

ہے امر کا سچا مسئلہ یہ ہے کہ اپنے حاکم کے، جس کی امن میں رہتے ہیں اور امن میں زندگی بسر کرتے ہیں اس کے سچے خیر خواہ رہیں[2]

گورنمنٹ انگریزی کی اطاعت فرض اور واجب

مرزا قادیانی گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے، لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے[3]

سرسید ..... لازم آتا ہے کہ تمام مسلمان جو ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کے سایہ حکومت میں زندگی بسر کرتے ہیں، نہایت وفاداری اور نمک حلالی کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کی اطاعت کریں[4]

خدا اور رسولؐ کی طرف سے اطاعت کا حکم

مرزا قادیانی مسلمانوں کو خدا اور رسولؐ کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں وفاداری سے اس کی اطاعت کریں[5]

سرسید میں خدا اور رسولؐ کا، جن پر کہ میں یقین رکھتا ہوں، یہی حکم سمجھتا ہوں کہ جس حاکم کے امن میں ہیں اس کی اطاعت کریں[6]

پچاس ساٹھ برس کی وفاداری کے دعوے

مرزا قادیانی میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں[7]

سرسید ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ خدا کی طرف سے ایک رحمت ہے اس کی اطاعت اور فرماں برداری اور پوری وفاداری اور نمک حلالی، جس کے سایہ عاطفت میں ہم امن و امان سے زندگی بسر کرتے ہیں، خدا کی طرف سے ہمارا فرض ہے۔ میری یہ رائے آج کی نہیں ہے بلکہ پچاس ساٹھ برس سے میں اسی رائے پر قائم اور مستقل ہوں[8]

---

[1] شہادت القرآن ص ۸۴ ۔ [2] مکمل مجموعہ لکچرز ص ۲۷۲ [3] ستارۂ قیصرہ ص ۴ [4] آخری مضامین ص ۱۱۳ [5] کشف الغطاء ص ۶ [6] مکمل مجموعہ لکچرز سرسید ص ۳۱۱ [7] تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۰ [8] رپورٹ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اجلاس نہم ص ۱۰۱۹

موقع دیا ہے اور یہ دن حقیقت میں ایک عظیم الشان خوشی کا موجب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام ظلہا کے شصت سالہ زمانہ تخت نشینی کو امن اور عافیت اور ترقی اقبال کے ساتھ پورا کیا۔ سو میری رائے ہے کہ اس خوشی کے اظہار اور شکر اور دعا کے لئے میری جماعت کے دوست اور احباب ..... بمقام قادیان جمع ہوں[1]

خیر خواہی سے اطاعت کرتے ہیں۔ حضرت ملکہ معظمہ کی شصت سالہ حکومت کی ایک یادگار قائم کرنی چاہیے[2]

نوشیرواں عادل اور حضور اکرمؐ بمقابلہ ملکہ وکٹوریہ اور رعایائے ہندوستان

مرزا قادیانی یہ دعاگو ..... اسی طرح جو ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند اور اس کے زمانہ سے فخر کرتا ہے جیسا کہ سید الکونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیرواں عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا سو ..... جلسہ جوبلی کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو یاد کر کے مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے۔ اور حضور قیصرۂ ہند و انگلستان میں شکرگزاری کا ہدیہ گزرانے[3]

سرسیدؒ نوشیرواں جو ایک آتش پرست بادشاہ تھا مگر عادل، اس کے عہد میں ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی خوشی و خوشنودی ظاہر فرمائی ہے ..... پس ہم رعایائے ہندوستان پر جو ملکہ معظمہ وکٹوریہ دام سلطنتہا ملکۂ ہند و انگلینڈ کی رعیت ہیں اور جو ہم پر عدل و انصاف، بغیر قومی یا مذہبی طرفداری کے حکومت کرتی ہے سزا یا احسان مند ہیں اور ہم پر ہمارے پاک اور روشن مذہب کی تعلیم سے ہم کو اس احسان مندی کا ماننا اور اس کا شکر بجالانا واجب ہے[4]

اطاعت و خیر خواہی

مستامن کے لئے حاکم کی فرماں برداری مذہبی حکم ہے

مرزا قادیانی خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کے ساتھ

سرسیدؒ میرے عقیدہ میں مذہب اسلام دغابازی اور فریب کا وسیلہ یا لٹیرے پن کا حیلہ نہیں

---

[1] تبلیغ رسالت جلد ششم مطبوعہ لاہور اشاعت اول صـ ۱۲۴
[2] مکمل مجموعہ لکچرز سرسید صـ ۵۷۳
[3] تحفہ قیصریہ صـ ۳
[4] مکمل مجموعہ لکچرز سرسید صـ ۶

......کیونکہ مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکہ آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجا لاتے ہیں پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے[1]

کسی قوم کے کیوں نہ ہوں...... ہم مسلمان ہندوستان میں بھی اس طرح پر رہتے ہیں کہ مذہبی معاملہ میں ہم کو ایک قسم کی آزادی حاصل ہے اپنے مذہبی فرائض کو بے کھٹکے ادا کرتے ہیں[2]

جب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے مسلمانوں کے مذہب میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں ہے اور مسلمانوں کی آزادی میں کسی طرح کا فتور نہیں ہے بلکہ درحقیقت ان کی تقریبیہ کو بے انتہا آزادی ہے تو ایسی حالت میں کسی مسلمان کو ایسے منصوبوں میں شریک ہونا حلال نہ ہوگا جس کی بنا اس ارادہ پر ہو کہ گورنمنٹ انگریزی کو تہہ و بالا کر دیں[3]

عادل گورنمنٹ سے مقابلہ بغاوت ہے نہ کہ جہاد

مرزا قادیانی جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے آزادی سے زندگی بسر ہو اور پورے طور پر امن حاصل ہو اور فرائض مذہبی کما حقہٗ ادا کر سکیں اس کی نسبت بدنیتی کو عمل میں لانا ایک مجرمانہ حرکت ہے نہ کہ جہاد[4]

رعیت کا عادل بادشاہ کے ساتھ مقابلہ کرنا، اس کا نام بغاوت ہے نہ کہ جہاد[5]

سر سیّد خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایسی مہربان اور عادل گورنمنٹ ان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کرتی ہے اور اس نے ہر طرح کی مذہبی آزادی عنایت کی ہے[6]

یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ جس حاکم کی عملداری میں جو بطور رعیت ہو کر ان کے امن میں رہتے ہیں ان حاکموں سے مقابلہ کرنا بغاوت ہے نہ کہ جہاد[7]

١٨٥٧ء

جہاد کرنے والے بدچلن اور تماش بین تھے

مرزا قادیانی ١٨٥٧ء میں مسلمانوں کی حالت

سر سیّد ہر ضلع میں پاجی اور جاہلوں کی طرف

[1] تحفہ قیصریہ ص ۱۴ [2] ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب پر تنقید چینی مطبوعہ لندن ۱۸۷۲ء ص ۸۶ [3] مکاتیب سرسید احمد خان مطبوعہ لاہور اشاعت اول ص ۶۶ [4] ″ ″ ص ۱۱ [5] ایضاً ص ۲۸ [6] آخری مضامین ۱۱۳ [7] لائل محمڈنز آف انڈیا حصہ سوم در مقالات سرسید حصہ ۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء

ذاتی خدمت و اطاعت محض مذہبی احکام کے تحت کی

مرزا قادیانی اس عاجز نے جس قدر ... انگریزی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے، جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں، مجھ کو شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے[1]

سرسید میں اپنی عالی قدر گورنمنٹ کا شکر گذار ہوں جس نے میری ناچیز خدمتوں کی عزت کی ..... میں نے گورنمنٹ کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ میں نے اپنے پاک مذہب اور سچے ہادی کے حکم کی تعمیل کی ہے[2]

جہاد

مستامن کے لئے جہاد حرام ہے

مرزا قادیانی شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے۔[3]

سرسید مسلمانوں کے مذہب بموجب ہماری گورنمنٹ کی عملداری میں جہاد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تمام مسلمان ہندوستان کے برٹش گورنمنٹ کے امن میں ہیں اور مستامن ان لوگوں پر جن کے امن میں ہے، جہاد نہیں کر سکتا۔[4]

ہندوستان میں مذہبی آزادی کے باعث جہاد جائز نہیں

مرزا قادیانی ایسی گورنمنٹ سے، جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلواریں چلاتی ہے، قرآن شریف کی رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے[5]

سرسید جس وقت تک مسلمان کامل امن و امان کے ساتھ خدا کی وحدانیت کا وعظ کہہ سکیں اس وقت تک کسی مسلمان کے نزدیک اپنے مذہب کی رو سے اس ملک کے بادشاہ پر جہاد کرنا جائز نہیں ہے، خواہ وہ

---

[1] براہین احمدیہ حصہ چہارم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۱۶۷ [2] مکمل مجموعہ لیکچرز سرسید ص ۲۲۲ [3] براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۶۹
[4] لائل محمڈنز آف انڈیا حصہ دوم مطبوعہ میرٹھ ۱۸۶۰ء ص ۱۳ [5] کشتی نوح مطبوعہ لاہور ص ۱

کو قتل کیا...۱

جاہلوں کے بہکانے کو اور اپنے ساتھ جمعیت جمع کرنے کو جہاد کا نام لے دیا۔ پھر یہ بات بھی مفسدوں کی حرامزدگیوں میں سے ایک حرامزدگی تھی نہ واقع میں جہاد ۲

خدائی نافرمانی کے بعد عذاب

مرزا قادیانی ۱۸۵۷ء میں مفسدہ پرداز لوگوں کی حرکت کو خدا نے پسند نہیں کیا اور آخر طرح طرح کے عذابوں میں وہ مبتلا ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنی محسن اور مربی گورنمنٹ کا مقابلہ کیا ۳

سرسید یہ ہنگامہ فساد جو پیش آیا صرف ہندوستانیوں کی ناشکری کا وبال تھا.... تم نے کبھی خدا کا شکر ادا نہیں کیا اور ہمیشہ ناشکری کرتے رہے اس لئے خدا نے اس ناشکری کا وبال تم ہندوستانیوں پر ڈالا اور چند روز سرکار دولت مدار انگلشیہ کی عملداری کو معطل کر کے پچھلی عمل داریوں کا نمونہ دکھلایا ۴

۱ ازالہ اوہام ص ۲۳، ۲ اسباب سرکشی ہندوستان ص ۳، ۳ تحفہ قیصریہ ص ۱۱، ۴ سرکشی ضلع بجنور ص ۱۴۱، ۱۴۲

ہوگئی تھی کہ بجز بدچلنی اور فسق و فجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہ تھا جس کا اثر عوام پر بھی بہت پڑ گیا تھا۔ انہی ایام میں انہوں نے ایک ناجائز اور ناگوار طریقہ سے سرکار انگریزی سے باوجود نمک خوار اور رعیت ہونے کے مقابلہ کیا اور ایسا جہاد اُن کے لئے شرعاً جائز نہ تھا۔[1]

سے جہاد کا نام ہوا۔۔۔۔۔۔ اس زمانہ میں جن لوگوں نے جہاد کا جھنڈا بلند کیا ایسے خراب اور بد رویہ اور بداطوار آدمی تھے۔ کہ بجز شراب خوری اور تماش بینی اور ناچ اور رنگ کے اور کچھ وظیفہ اُن کا نہ تھا۔[2]

کوئی عالم یا مولوی شریک نہیں ہوا

مرزا قادیانی ۱۸۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اس میں بجز جہلا اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان، جو باعلم اور باتمیز تھا، ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا۔[3]

سرسیدؒ میں نہیں دیکھتا کہ اس تمام ہنگامہ میں کوئی خدا پرست آدمی یا کوئی سچ مچ کا مولوی شریک ہوا ہو۔[4]

جہاد کے نام پر حرام زدگیاں

مرزا قادیانی جب ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتووں پر نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے عام طور پر مہریں لگا دی تھیں کہ انگریزوں کو قتل کرنا چاہئے تو ہم بحرِ ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے جنہیں نہ رحم تھا نہ عقل تھی۔ نہ اخلاق نہ انصاف ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔ ننھے ننھے بچوں اور بے گناہ عورتوں

سرسیدؒ اس ہنگامہ میں کوئی بات بھی مذہب کے مطابق نہیں ہوئی۔ سب جانتے ہیں کہ سرکاری خزانہ اور اسباب جو امانت تھا، اس میں خیانت کرنا، ملازمین کو نمک حرامی کرنی مذہب کی رو سے درست نہ تھی۔ صریح ظاہر ہے کہ بے گناہوں کا قتل علی الخصوص عورتوں اور بچوں اور بڈھوں کا، مذہب کے بموجب گناہِ عظیم تھا۔ پھر کیونکر ہنگامۂ غدر جہاد ہوسکتا تھا، ہاں البتہ چند بد ذاتوں نے دنیا کی طمع اور اپنی منفعت اور اپنے خیالات پورا کرنے کو اور

---

[1] ازالہ اوہام ص ۷۲۳ [2] اسباب سرکشی ہندوستان ص ۷،۶ [3] براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۶۸

[4] لائل محمڈنز آف انڈیا حصہ دوم ص ۱۳

لسانیات

جناب مظفر عباسی (مری)

دنیا کی بڑی زبانوں کے بارے میں
اہل فکر و نظر کا
ایک جائزہ

عالمی زبان اسپرانتو میں نیدر لینڈ سے ایک ماہنامہ شائع ہوتا ہے جس کا نام ہے یو این او اور ہم (U.N.KAJNI -) اس رسالے میں انجمن اقوام متحدہ کے بارے میں خبریں اور اطلاعات شائع ہوتی ہیں۔ اور اس عالمی ادارہ (یو۔این۔او) کی نگرانی میں دنیا کے مختلف معاملات اور مسائل کے بارے میں تحقیقات کا خلاصہ شائع کیا جاتا ہے۔

اس رسالہ (U.N.KAJNI -) کے شمارہ نمبر ۱۲ میں دنیا کی بڑی اور نسبتاً زیادہ بولی جانے والی زبانوں کے بارے میں ایک تحقیقی رپورٹ کا خلاصہ شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۷۸ء میں کونسی زبان بولنے والوں کی تعداد کے اعتبار سے کس درجہ پر تھی۔ اور ۲۲ سال بعد یعنی ۲۰۰۰ء میں کس درجے پر ہوگی۔ یہ دلچسپ اور فکر انگیز جائزہ ملاحظہ فرمائیے۔

زبان کا نام	درجہ	بولنے والوں کی تعداد
چینی	۱	۸۰ کروڑ ۶۳ لاکھ
انگریزی	۲	۳۰ کروڑ ۵۰ لاکھ
اردو و ہندی	۳	۳۰ کروڑ ۳۰ لاکھ
روسی	۴	۲۰ کروڑ ۶۲ لاکھ
ہندی	۵	۲۰ کروڑ ۵۵ لاکھ
ہسپانوی	۶	۲۰ کروڑ ۳۳ لاکھ
انڈونیشائی	۷	۱۰ کروڑ ۴۵ لاکھ
عربی	۸	۱۰ کروڑ ۲۶ لاکھ
پرتگالی	۹	۱۰ کروڑ ۲۵ لاکھ
بنگالی	۱۰	۱۰ کروڑ ۲۳ لاکھ
جاپانی	۱۱	۱۰ کروڑ ۱۵ لاکھ

دنیا میں کل تین ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ مذکورہ بالا گیارہ زبانیں ایسی ہیں جن میں سے ہر ایک کے بولنے والوں کی تعداد ۱۰ کروڑ یا ایک سو ملین سے زیادہ ہے۔ ان کے علاوہ کوئی زبان ایسی نہیں جس کے بولنے والوں

صافی
خون صاف کرنے کی قدرتی دوا
SAFI
BLOOD PURIFIER
ہمدرد
ہمدرد دواخانہ (وقف) پاکستان
صاف اور صحت بخش خون ہی
انسان کی اچھی صحت کا ضامن ہوتا ہے۔
خون میں فاسد مادوں کی پیدائش سے پھوڑے پھنسیاں،
خارش، دانے اور مہاسے وغیرہ جسم پر نمودار ہونے لگتے ہیں۔
ہمدرد کی صافی خون کو صاف اور صحت مند رکھتی ہے۔
صافی کا باقاعدہ استعمال جلدی بیماریوں
سے محفوظ رہنے اور خون کی صفائی کا مفید ذریعہ ہے
جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ
صافی
سے خون بھی صاف
جلد بھی صاف
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
آوازِ اخلاق
بدزبانی ذہن کا سرطان ہے
ADARTS HSF-1/82

"سرسید احمد خاں صاحب کے سی ایس آئی نے جو اپنے آخری وقت میں یعنی موت سے تھوڑے دن پہلے میری نسبت ایک شہادت شائع کی ہے۔ اس سے گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ اس دانا اور مردم شناس شخص نے میرے طریق اور رویہ کو بہ دل پسند کیا ہے"[۱]

پھر انہوں نے سرسید کا مذکورہ بالا حوالہ بڑے فخر سے درج کیا ہے۔ گویا انگریز کی وفاداری کے متعلق سرسید کی شہادت ایک عظیم درجہ رکھتی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے مذکورہ اشتہار کے بارے میں لکھا:۔

"یہ مضمون خیر خواہی گورنمنٹ انگریزی میں نے اس وقت شائع کیا تھا جن دنوں میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور دوسرے لوگوں نے سلطان روم کی تعریف میں مضمون لکھے تھے۔ اور یہ وجہ خیر خواہی اس گورنمنٹ کے مجھ کو کافر ٹھہرایا تھا۔ سید احمد خان صاحب خوب جانتے تھے کہ کس قدر میں انگریزی گورنمنٹ کا خیر خواہ اور امن پسند انسان ہوں۔ اسی لئے میں نے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں سید صاحب کو اپنی صفائی کا گواہ لکھوایا تھا"[۲]

مرزا قادیانی اور سرسید کی انگریزی حکومت کی حمایت میں تحریروں کا آپس میں مقابلہ کیا جائے تو ان میں حیران کن حد تک لفظی و معنوی مشابہت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ ذیل میں چند عنوانات کے تحت ان کی اس قسم کی تحریریں درج کی جاتی ہیں:۔

مدح

گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی رحمت اور برکت ہے

مرزا قادیانی گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے[۳]

سرسید ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ خدا کی طرف سے ایک رحمت ہے[۴]

میں اس رول (RULE یعنی حکومت) کو ہمیشہ سے یہ سمجھتا ہوں کہ وہ میرے ہم وطنوں اور ہم مذہبوں کے امن اور بہبودی کے لئے ایک بڑی برکت ہے[۵]

---

[۱] کشف الغطاء مطبوعہ قادیان ص ۹ [۲] ایضاً [۳] شہادت القرآن مطبوعہ سیالکوٹ ص ک ۱۱ [۴] رپورٹ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اجلاس نہم مطبوعہ آگرہ ۱۸۹۵ء ص ۱۶۹ [۵] مکتوبات سرسید مطبوعہ لاہور ۱۹۵۹ء ص ۶۳۲

کی تعداد دس کروڑ یا اس سے زیادہ ہو۔

یو۔این او اور ہم (-U.N -KAJ NI-) کی رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۰۰ء میں ان گیارہ زبانوں کی درجہ بندی یوں ہوگی۔

۱۔چینی ۔ ۲۔ اردو ہندی ۔ ۳۔ ہسپانوی ۔ ۴۔ انگریزی ۔ ۵۔ ہندی ۔ ۶۔ روسی ۔ ۷۔ پرتگالی ۔ ۸۔ انڈونیشیائی
۹۔عربی ۔ ۱۰۔ بنگالی ۔ ۱۱۔ جاپانی ۔

اردو ہندی سے مراد وہ زبان ہے جسے اہل یورپ اپنی لسانی اصطلاح میں ہندوستانی یا انڈین کہتے ہیں یعنی وہ زبان جو پاکستان میں فارسی حروف میں لکھی جاتی اور اردو کہلاتی ہے۔ اور بھارت میں ناگری رسم الخط میں لکھی جاتی اور ہندی کہلاتی ہے دراصل یہ ایک ہی زبان کے دو روپ ہیں۔

زبانوں کے بارے میں اوپر دئے گئے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی زبان میں ترقی ہو یا نہ ہو کم از کم اس کی حیثیت اور دنیا میں اس زبان کے بولنے والوں کی نسبتی تعداد کم نہیں ہوگی۔

اردو ہندی ترقی کرے گی اور ۱۹۷۸ء میں یہ زبان تیسرے درجہ سے ترقی کرکے دوسرے درجہ پر پہنچ جائے گی۔ یہاں ایک دلچسپ امر یہ ہے کہ ہندی جو ۱۹۷۸ء میں پانچویں درجہ پر تھی وہ سال ۲۰۰۰ء میں بھی اسی پانچویں درجہ پر رہے گی۔ گویا اس میں کسی قسم کی ترقی نہیں ہوگی اور اردو ہندی (ہندوستانی) زبان میں جو ترقی ہوگی اور جس کے نتیجہ میں یہ زبان تیسرے درجہ سے دوسرے درجہ پر پہنچ جائے گی یہ اردو میں ترقی کی بدولت ہوگا۔

غالباً اہل تحقیق نے پاکستانی حکمرانوں کے اردو کے سلسلہ میں بیانات اور ۱۹۷۳ء کے آئین کی روشنی میں یہ قیاس کر لیا ہے کہ اردو ترقی کرے گی۔ لیکن ماضی کے تجربات کو اگر دہرایا گیا اور اردو کی حمایت صرف زبانی کلامی حد تک رہی تو پھر ممکن ہے تحقیق کرنے والوں کو اپنے خیالات پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہو۔

انگریزی جو ۱۹۷۸ء میں دوسرے درجہ پر تھی ۲۰۰۰ء میں گر کر چوتھے درجہ پر پہنچ جائے گی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کا وقار کم ہوگا اور یہی بات روسی اقتدار کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ اس لئے کہ یہ زبان (روسی) جو ۱۹۷۸ء میں چوتھے درجہ پر دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان تھی۔ سال ۲۰۰۰ء میں چھٹے درجہ پر پہنچ جائے گی۔ گویا امریکہ اور روس کے اقتدار میں یکساں اور برابر کمی آئے گی۔

ہسپانوی زبان چھٹے درجہ سے ترقی کرکے تیسرے درجہ پر پہنچ جائے گی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لاطینی امریکہ میں جہاں زیادہ تر ہسپانوی بولی جاتی ہے۔ یو ایس اے کا اقتدار کمزور ہوگا اور لوگ انگریزی

کی جگہ ہسپانوی کو اہمیت دیں گے۔

لاطینی امریکہ۔ افریقہ اور مشرق بعید کے ممالک میں دعوتِ اسلام کی خاص ضرورت ہے۔ ان علاقوں میں بسنے والی اقوام فرسودہ مذاہب اور بے جان عقائد سے مایوس ہیں اور اسلام کی دعوت کے لئے اسی طرح منتظر ہیں جس طرح عہدِ رسالت کے ابتدائی ایام میں اہلِ مدینہ اور خلافت راشدہ اور اموی دور میں اہل روم۔ اہل ایران اور اہل ہند اسلام کی دعوت قبول کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار تھے۔ صرف ارباب اقتدار ان کی راہ میں حائل تھے۔ اور جونہی ان مفاد پرستوں کے اقتدار کا طلسم ٹوٹا لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اسی طرح ان پسماندہ خطوں (لاطینی امریکہ۔ افریقہ اور مشرق بعید) میں بسنے والے عوام حالات سے مجبور ہو کر اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ بظاہر بے جوڑ بات اس لئے عرض کی ہے۔ کہ دین کی دعوت کا کام کرنے والے افراد اور جماعتوں کو بجائے انگریزی سیکھنے کے ہسپانوی اور پرتگالی زبانوں کی طرف توجہ دلائی جائے۔

اسلامی ملک انڈونیشیا کی زبان اور اسی طرح عالم اسلام کی مشترک عربی زبان یو۔ این۔ او کے ترجمان ماہنامہ کے مقالہ نگار کے اندازوں کے مطابق رو بہ زوال ہیں۔ انڈونیشیا کی زبان ۱۹۷۸ء ساتویں درجہ پر دنیا کی سب سے بڑی زبان تھی۔ لیکن ۲۰۰۰ء میں ایک درجہ گر جائے گی اور اسی طرح عربی جو ۱۹۷۸ء میں آٹھویں درجہ پر تھی۔ سال ۲۰۰۰ء میں ایک درجہ پیچھے ہٹ کر نویں درجہ پر پہنچ جائے گی۔ عرب ممالک میں مغرب پرستی کے عام رجحانات کے پیش نظر یہ خطرہ درست نظر آتا ہے عربی کا زوال صرف عربوں کا نہیں پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہے اپنے ملک عزیز میں عربی کی حیثیت پر نظر ڈالیں تو انسان مایوس ہو جاتا ہے۔ انگریزوں کے وقت مسلم اکثریت کے صوبوں کے ہر ہائی سکول میں عربی استاد ہوا کرتے تھے اور عربی زبان کا انگریزی زبان کی طرح دو پرچوں میں امتحان ہوا کرتا تھا۔ اور عربی استاد کو انگریزی استاد کے برابر تنخواہ دی جاتی تھی۔ اب حال یہ ہے کہ عربی کا صرف ایک پرچہ ہوتا ہے جب کہ انگریزی کے حسب سابق دو پرچے ہوتے ہیں۔ اور خال خال ہائی سکول ہیں جن میں عربی کے استاد نظر آتے ہیں۔ ورنہ عام سکولوں میں عربی استاد کی اسامی ہی نہیں ہوتی۔ اور جہاں اسامی ہے وہاں اس پوسٹ پر جونیئر انگلش ٹیچر کام کر رہے ہیں اور بجائے عربی کے انگریزی پڑھاتے ہیں۔ مزید افسوسناک بات یہ ہے کہ نصاب اس انداز میں ترتیب دیا گیا ہے کہ جو طالب علم عربی پڑھتا ہے وہ سائنس نہیں پڑھ سکتا۔ اور جو سائنس نہیں پڑھتا اسے ملازمت کے بہت کم مواقع ملتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے طالب علم

باوجود چاہت اور خواہش کے عربی نہیں پڑھ سکتے۔ رہی بات اساتذہ کی سو عربی استاد کو آٹھ نمبر کا مشاہرہ دیا جاتا ہے جب کہ انگریزی پڑھانے والے استاد کو چودہ نمبر کی تنخواہ دی جاتی ہے۔ پھر عربی استاد کے لئے ترقی کے تمام راستے مسدود کر دیے گئے ہیں جب کہ انگریزی کا استاد اٹھارہ بیس اور بائیس نمبر تک ترقی کر سکتا ہے۔ عربی استاد کی بنیادی قابلیت میٹرک۔ فاضل عربی اور او۔ ٹی کلاس کے امتحانات میں کامیابی ہے۔ ان امتحانات کے پاس کرنے میں کم وبیش سترہ سال کا عرصہ لگ جاتا ہے جب کہ انگریزی استاد کے لئے چودہ نمبر میں ملازمت کے حقوق حاصل کرنے میں بی اے۔ بی ایڈ ہونا کافی سمجھا جاتا ہے۔ اور اس معیار کی تعلیم کے لئے صرف پندرہ سال تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے۔ ظاہر ہے جو شخص ملازمت کے لئے تعلیم حاصل کرے گا وہ عربی ٹیچر کیوں بنے گا۔ جس پر سترہ سال تک محنت کرنی پڑتی ہے۔ وہ انگریزی ماسٹر کیوں نہ بنے گا۔ جس کے لئے پندرہ سال کی تعلیم کافی ہے۔ عربی ٹیچر کے وقار کو گھٹانے اور اس طبقہ کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے مغرب پرست افسر شاہی نے عربی کے اعلیٰ امتحانات کو یونیورسٹی کی سطح سے گھٹا کر سیکنڈری بورڈ کی سطح پر رکھ دیا ہے۔ گویا ایک فاضل عربی عام بی اے پاس کی حیثیت سے بھی محروم ہو گیا ہے۔

ان سطور میں سکولوں میں عربی کی حیثیت پر اظہار خیال بے محل اور بے جوڑ نظر آتا ہے۔ لیکن راقم کا مقصد قارئین کو ان تلخ حقائق کی طرف توجہ دلانا ہے جو عربی زبان کی ترقی معکوس کا باعث بن رہے ہیں۔

بنگالی اور جاپانی زبانوں میں کسی قسم کی ترقی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ یہ زبانیں ۱۹۷۸ء میں جس درجہ اور مقام پر تھیں ۲۰۰۰ء میں بھی اسی درجہ اور مقام پر ہوں گی۔ گویا بنگلہ دیش کے قیام سے بنگالی مسلمانوں نے پاکستانی مسلمان بھائیوں سے سیاسی رشتہ توڑ تو لیا ہے لیکن اس سے وہ بنگلہ بولی کی کوئی خدمت نہیں کر سکے۔

یہ حقائق اور اعداد و شمار ان لوگوں کو خاص طور پر دعوت فکر دیتے ہیں جو اٹھتے بیٹھتے انگریزی کا ورد فرماتے ہیں۔ اور ہم نے بہت سے پڑھے لکھے حضرات کو یہ کہتے سنا ہے کہ فرانسیسی زبان دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ فرانسیسی دنیا کی گیارہ بڑی زبانوں میں بھی کوئی مقام حاصل نہیں کر سکی +

ڈاکٹر محمد رشید صاحب فاروقی
شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف میڈوگوری ۔ نائیجیریا

قسط ۲

امام المازری رحمۃ اللہ علیہ

اور ابن خلدون نے شرح المازری کی تعریف میں اس بات سے غفلت برتی ہے کہ یہ شرح (حدیث وفقہ کے علاوہ بھی) اصول الکلام کے کثیر المسائل نظامہائے اسلامی کے قیمتی مباحث نیز اجتہاد، امامت اور شروط بیعت جیسے اختلافی مسائل پر مشتمل ہے ۔ مزید برآں مفاضلت صحابہ، جنگوں میں جاسوسی کے جواز وغیرہ جیسے بے شمار مسائل زیر بحث آئے ہیں)

مختلف ذرائع سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام موصوف بالذّات شرح کا ارادہ نہیں رکھتے تھے ۔ بلکہ علماء کبار متقدمین کی عادت کے موافق درس کے دوران آمالی لکھایا کرتے تھے ۔ انہی آمالی نے مدون ہو کر شرح کی شکل اختیار کر لی ۔ اس بات کی تائید عبید اللہ ابن عیشون المعافری الاندلسی (جو امام صاحب کے تلامذہ میں سے ہیں) کے اس بیان سے ملتی ہے ۔

سمعت ابا عبد اللہ المازری بالمھدیۃ یقول ۔ وقد جری ذکر کتابہ ۔ "المعلم" انی لم اقصد تالیفہ وانما کان السبب انہ قرئ علیّ صحیح مسلم فی شھر رمضان فتکلمت علی نقط منہ فلما فرغنا من القراءۃ عرض علی الاصحاب ما املیتہ علیھم فنظرت فیہ وھذبتہ ۔ فھذا کان سبب جمعہ [1]

میں نے مہدیہ میں ابو عبد اللہ المازری کو یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ ان کی کتاب "المعلم" کا ذکر چل رہا تھا ۔ میں نے اس کی تالیف کا ارادہ نہیں کیا تھا ۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ماہ رمضان میں صحیح مسلم میرے سامنے پڑھی گئی ۔ میں نے اس کے بعض نکات پر بحث کی ۔ جب ہم اس کی قرأت سے فارغ ہوئے تو ساتھیوں نے میرے سامنے (وہ سب کچھ) پیش کیا جو میں ان کو املا کرا چکا تھا ۔ میں نے اس پر غور کیا اور اس میں اصلاح کی ۔ تو یہ اس کے مدون ہونے کا سبب تھا ۔

موجودہ دور میں بھی قدیم علماء کے طریقے کی مثالیں ملتی ہیں ۔ مثلاً آج بھی مغربی ممالک میں اعلیٰ ڈگریوں

---

[1] تکملۃ الصلۃ لابن الابار ج ۲، ص ۳۵۸ مطبع مجریط ۱۸۸۷ء

کے یونیورسٹی میں طلبار اساتذہ کے لکچر ساتھ ساتھ لکھتے ہیں بعد میں ان کو اپنے اساتذہ کے نام سے کتابی شکل میں شائع کرتے ہیں۔ امام موصوف کے اطف اور علمی تواضع کا اندازہ لگائیے۔ کہ اپنے شاگردوں کو اصحاب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

عبدالوہاب پاشا کے بیان کے مطابق "المعلم" کے مکمل یا نامکمل نسخے اکثر عمومی یا خصوصی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ مثلاً جامع زیتونہ میں ۱۰۹۹ کے تحت سارے نسخے موجود ہیں۔ علاوہ ازیں المکتبۃ المصریہ مکتبۂ جامع القرویین فاس نیشنل لائبریری تیونس وغیرہ میں بھی نسخے موجود ہیں[1]

۲۔ ایضاح المحصول من برہان الاصول

یہ کتاب متعدد اجزاء پر مشتمل امام الحرمین (ابی المعالی) عبدالملک الجوینی الشافعی المتوفی ۴۳۸ھ کی مشہور کتاب برہان الاصول کی مفید شرح ہے۔ یہ اصول دین کے موضوع پر اہم ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس کی قدیم ترین شرح امام المازریؒ کی یہ تالیف ہے۔ تیونس کی لائبریریوں میں اس کے متفرق اجزاء موجود ہیں[2]

۳۔ المعین علی التلقین

قاضی بغداد ابی محمد عبدالوہاب بن علی الثعلبی المالکی المتوفی ۴۲۲ھ کی تالیف "التلقین" کی شرح ہے۔ ابن فرحون نے اس کے بارے میں کہا "لیس للمالکیۃ کتاب مثلا" یہ شرح متعدد اجزاء ہیں جن میں سے ۹ اجزاء فاس کے مکتبۃ القرویین میں ہیں۔ اور باقی مکتبہ جامع زیتونہ اور مکتبۃ العاشوریۃ العامرہ میں موجود ہیں۔

۴۔ نظم الفوائد فی علم العقائد

یہ امام موصوف کی اہم ترین تصنیف ہے۔ اس میں امام صاحب نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ گہرے علم کا خوب مظاہرہ کیا ہے۔ عقائد اور اصول عقائد کے بیان میں امام صاحب نے جس وسعت علمی اور دقیق نظری سے کام لیا ہے وہ آپ ہی کا خاصا ہے۔ لیکن آج یہ کتاب نایاب ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق معروف مکتبوں میں یہ کتاب اب موجود نہیں ہے۔

۵۔ "آمالی"

یہ اُن احادیث کی شرح ہے جو ابوبکر محمد بن عبداللہ الجوزقی متوفی ۳۸۸ھ نے امام مسلم القشیری کی مسند سے جمع کیا تھا۔ یہ ان مبہم نکات کی شرح ہے جو مختلف مقامات پر اہل علم کے لئے باعث تکلیف تھے۔

۶۔ تعلیق علی مدونۃ سحنون

---

[1] مجلہ لوار الاسلام یکم مارچ ۱۹۴۹ء قاہرہ [2] ایضاً

فقہ مالکی کی مشہور کتاب "المدونۃ الکبریٰ" پر امام صاحب کی مفید تعلیق ہے۔ المدونۃ الکبریٰ فقہ مالکی میں اصل الاساس ہے۔ اور پہلی کتاب ہے جو اس مذہب کے فروعات میں مدون ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ افریقی اور اندلسی علماء زیادہ تر اسی کی طرف متوجہ رہے۔

جامع القرویین کے مکتبے میں اس تعلیق کا ایک جزء موجود ہے۔

آپ نے دیکھ لیا کہ امام صاحب نے اصول الدین، حدیث اور فقہ میں اپنے اجتہادی نظر اور وسعت علمی سے کیسی کیسی مفید تالیفات پیش کیں۔ لیکن امام صاحب کی تالیفات انہی تک محدود نہیں بلکہ آپ نے فلسفیانہ علوم، نقد و جرح نیز ادبیات و ریاضیات میں بھی قلم اٹھایا۔ سطور ذیل میں ان کی ایسی ہی تصنیفات کا ذکر کیا جائے گا تاکہ ان کی جلالت شان اور رسوخ علم اچھی طرح واضح ہو سکے۔

۷۔ الکشف والانباء علی المترجم بالاحیاء

امام صاحب کی یہ کتاب دراصل اُن احادیث پر نقد اور تصحیح ہے جنہیں امام غزالی نے اپنی مشہور کتاب "احیاء علوم الدین" میں نقل کی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام غزالی حجۃ الاسلام تھے۔ فلسفہ اسلام اور اخلاقیات میں یگانۂ روزگار تھے لیکن امام المازری کا محدث ثقہ ہونا بھی مسلمہ حقیقت ہے۔ اس لئے احادیث پر نقد و جرح ان کا حق تھا۔ لہذا انہوں نے احیاء العلوم کی احادیث پر نقد اور تصحیح لکھی۔ بعض کو ثابت کیا اور بعض کو گرایا۔

اس سے یہ گمان ہرگز نہ کیا جائے کہ امام المازری، امام غزالی پر حملہ کرتے ہیں یا ان کی تنقیص کرتے ہیں اور ان کی جلالت شان اور مقام عالی سے ان کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام مازری کا تقویٰ اور عدالت اس بات کی شایان شان نہیں کہ آپ امام غزالی جیسے جید عالم دین متکلم اسلام اور ملت اسلامیہ کے مایۂ ناز فرزند کو محض حسد اور بغض کی بنا پر لتاڑے۔ یا ان کی عظمت شان کو گھٹانے کی سعی کرے۔ آپ تو خود ان کی علویت شان اور ثقاہت علمی کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

"ابوحامد الغزالی لا یشق احد غبارہ فی العلم و اصول الدین"[۲]

یعنی ابوحامد الغزالی ایسی شخصیت ہیں جو علم اور اصول الدین میں ان کے غبار کو بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

۸۔ امالی علی رسائل اخوان الصفاء

رسائل اخوان الصفاء علوم ریاضیہ اور فلسفیانہ مسائل و آراء میں اہم ترین رسائل ہیں۔ امام المازری نے انہی رسائل

---

[۱] بحوالہ مجلہ لواء اسلام مارچ ۱۹۴۹ قاہرہ [۲] المعیار للونشریسی ج ۶ ص ۱۵۷

کی مختلف فصلوں کے ضمن میں بعض مشکلات کی وضاحت کی ہے۔ ان رسائل کی املاء اس وقت کے امیر تمیم بن المعز بن بادلیس الصنہاجی[1] جو بہت بڑے عالم اور ادیب بھی تھے، کی طلب پر کرائی۔ لیکن افسوس ہے کہ امام موصوف کی یہ تعلیق اور تنقید نایاب ہے۔

۹۔ النکت القطیعۃ فی الرد علی الحشویۃ۔

الحشویہ ایک فرقہ تھا جو اصوات اور حروف کی قدامت پر بحث کرتا تھا اس کے متعلق "الملل والنحل" میں طول طویل مباحث موجود ہیں۔ اس فرقہ میں دلچسپی رکھنے والے وہاں رجوع کر سکتے ہیں۔ امام المازری نے اپنی اس کتاب میں اس فرقہ کے افکار و آراء پر مدلل رد پیش کی ہے۔ اس کتاب کی وجہ تالیف اور مابعد کے اثرات نامعلوم ہیں[2]

۱۰۔ الواضح فی قطع لسان النابح

امام صاحب کی یہ کتاب بھی مشہور لائبریریوں میں نہیں ملتی[3]

ویسے اس کتاب کے بارے میں امام صاحب خود ہی المعلم میں تحریر فرماتے ہیں

ھو کتاب تقصینا فیہ رجل۔ واظنہ من صقلیۃ وصف نفسہ بانہ کان من علماء المسلمین ثم ارتد واخذ یلفق القوادح فی الاسلام، ویطعن فی زعمہ علی القرآن وطرق جمعہ، تقصینا قولہ فی ھذا الکتاب واشبعنا القول فی کل مسألۃ[4]

یعنی یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہم نے ایک ایسے آدمی کے افکار کا گہری نظر سے جائزہ لیا ہے جو میرے خیال میں سسلی سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے خود کو علماء مسلمین میں سے شمار کیا پھر مرتد ہو گیا جس نے اسلام میں رخنے پیدا کئے۔ اپنی تحریروں میں قرآن مجید پر الزام تراشی کی اور اس کے جمع و تدوین پر اعتراض کیا۔ ہم نے اس کتاب میں اس کے قول پر خوب تنقید کی۔ اور ہر مسئلے پر سیر حاصل بحث کی۔

المعلم ہی میں امام صاحب نے ایک اور مقام پر اشارہ کیا ہے۔ کہ انہوں نے اس متعصب شخص کے اقوال کا صحیح تاریخی دلائل سے توڑ پیش کیا ہے۔ اور اس کے بے بنیاد اور جھوٹے افکار و آراء کے خلاف منطقی دلائل و براہین پیش کئے ہیں۔

---

[1] امیر تمیم بن المعز بن بادلیس افریقہ کی مایہ ناز شخصیت ہیں۔ انہوں نے ۴۵۴ھ میں امارت کا عہدہ سنبھالا اور ان کا پایہ تخت المہدیہ تھا۔ ۵۰۱ھ میں وفات پائی۔ آپ ان مقبول شعراء میں سے ہیں جس کی اطاعت دور دراز ممالک میں کی جاتی تھی۔ آپ کا شعری مجموعہ دستیاب ہے جو قیمتی اور عمدہ اشعار پر مشتمل ہے۔ (المنتخبات التونسیہ لحسن حسنی عبدالوہاب باشا ص ۱۰۱ مطبوعہ تیونس ۱۳۴۶ھ [2] دارالاسلام مارچ ۱۹۴۹ء [3] کتاب المعلم والاکمال ج ۲ ص ۲۵

"تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری (جس میں امام صاحب موصوف زندگی بسر کر رہے تھے) میں اہل ہوا، بدعتی اور شریعت سے بدراہ لوگ کثرت سے پائے جاتے تھے۔ اس لئے علماء اسلام کا یہ فرض تھا کہ ایسے حالات میں بالخصوص مسلمانوں کی صحیح راہ نمائی کرتے۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا صحیح راستہ بتلاتے۔ ایسے گمراہ لوگوں کے سفوات کا مدلل جواب پیش کرتے۔ اور ان ملحدین کے عزائم سے امت کو متنبہ کرتے۔ امام صاحب کی اس طرح کی تالیفات کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے اپنا فرض پورا کیا۔

۱۱۔ کشف الغطا عن لمس الخطار۔

یہ فقہی مسائل میں ایک اہم رسالہ ہے۔ امام موصوف سے فقہی مسائل کے بارے میں استفسار ہوا۔ تو آپ نے نہایت وضاحت تحقیق اور دقیقہ سنجی سے ان مسائل کا جواب پیش کیا ہے۔ اس رسالے کا ایک نسخہ مکتبہ جامع الزیتونہ میں پڑا ہے۔

۱۲۔ کتاب فی الطب

امام صاحب کی اس کتاب کی وجہ تالیف کے بارے میں ایک واقعہ مشہور ہے۔ جیسے اصحاب الطبقات نے آپ کے حالات میں لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے۔ تو ایک یہودی طبیب مہدیہ میں آپ کا علاج کرتا تھا۔ علاج معالجے کے دوران ایک روز طبیب نے کہا۔ جناب! مجھ جیسا شخص آپ کا علاج کرتا ہے لیکن میرے اور آپ کے درمیان قربت کا نظریہ کونسا ہے؟ کیا میرا دین یا میرے دین والے؟ میری مثال تو ایسی ہے جیسے کہ آپ مسلمانوں کے لئے صحت یاب بنا رہا ہوں۔

شیخ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب افاقہ ہوا تو علم طب کے حصول کے لئے کوشش شروع کر لی۔ یہاں تک کہ اس پر عبور حاصل کیا اور اس کی باگ ڈور سنبھالی حتیٰ کہ اس علم میں یہ کتاب تالیف کر لی۔ اور جس طرح دینی فتووں کے لئے آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اسی طرح طبی علوم میں بھی آپ کی طرف رجوع کیا جانے لگا۔

اس حکایت پر تبصرہ کرتے ہوئے عبدالوہاب پاشا لکھتے ہیں [1]

ہم اس طرح کی حکایت کو بعید از قیاس تصور کرتے ہیں اس لئے کہ ہمارے لئے یہ تصور کرنا بھی مشکل ہے کہ کوئی بھی طبیب ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ جو اس کے پیشے کے آداب اور معاشرتی اخلاقیات کے برعکس ہو۔ دین اس کا کوئی بھی ہو جنس اس کی کیسی ہی ہو۔ لیکن بایں ہمہ اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ امام موصوف نے طب کا درس دیا اور اس میں تصنیف و تالیف کی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام مازری نے حدیث، فقہ، اصول، ادب اور طب وغیرہ علوم و فنون میں جو تحریری سرمایہ امت کو دیا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کو علم و عرفان پر عبور حاصل تھا۔

[1] لواء الاسلام مارچ ۱۹۴۹ء
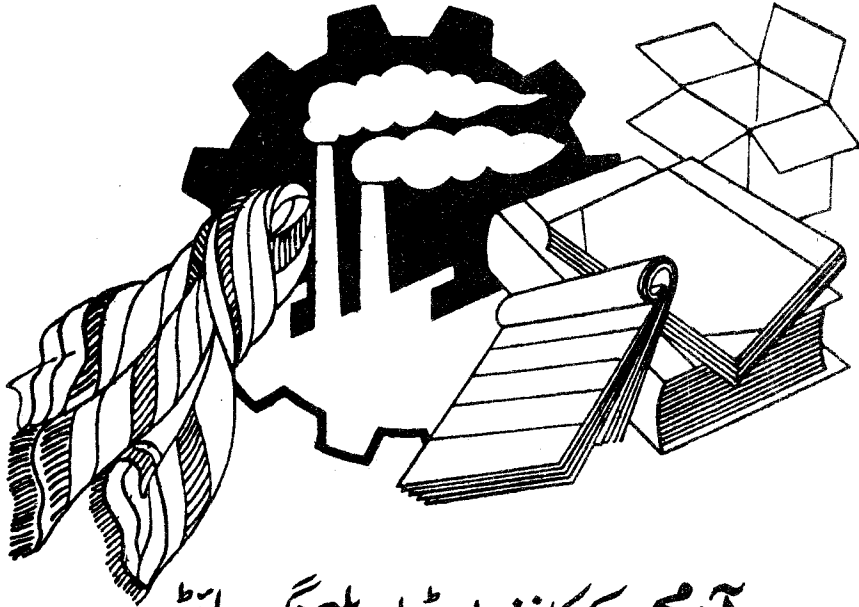
از مولانا غلام الرحمٰن صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ

مسئلہ قربانی اور بعض شبہات کا ازالہ

قربانی کے بارے میں ہرسال تجدد پسند طبقہ کچھ نہ کچھ شوشے چھوڑتا رہتا ہے۔ پچھلے دنوں پروفیسر رفیع اللہ شہاب صاحب نے جو ایسی باتوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ انگریزی اخبارات میں کچھ شبہات اٹھائے جس کا جواب مولانا غلام الرحمٰن صاحب نے لکھا ہے! (ادارہ)

چار قابل غور باتیں | زیر نظر مضمون جس میں قربانی کی شرعی حیثیت کو مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس میں چار باتیں قابلِ غور ہیں۔ سب سے پہلی بات حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا وہ عمل ہے جو امام شافعیؒ کی کتاب الام سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ یہ دونوں حضرات قربانی نہیں کرتے تھے۔ دوسری بات بحوالہ بدایۃ المجتہد حضرت ابن عباسؓ کا اثر ہے۔ کہ انہوں نے ایک دفعہ اپنے خادم عکرمہ کو دو درہم دے کر بازار سے گوشت منگا کر فرمایا کہ یہ ابنِ عباسؓ کی قربانی ہے۔

اور تیسری بات بحوالہ ابن حزم حضرت بلالؓ کا فرمان ہے کہ مرغ کی قربانی کی بجائے اس کے اخراجات کو ضرورت مند افراد پر تقسیم کرنے کو بہتر سمجھتا ہوں۔ اور آخری بات علی ابن حسین کا قول ہے جو بحوالہ نیل الاوطار سے نقل کیا گیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی بنی ہاشم کا قبیلہ اپنی طرف سے کافی سمجھتا ہے اور کئی سالوں تک اپنی طرف سے قربانی کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

قربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں | ان چار باتوں کا جواب دینے سے قبل قربانی کی شرعی حیثیت قرآن و حدیث کی روشنی میں قربانی کی اہمیت کو واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ واضح رہے کہ قربانی عبادات مالیہ میں سے ایک اہم عبادت ہے۔ قربانی کی یہ رسم زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے اور ہر ایک زمانہ میں کسی نہ کسی رنگ میں اسے مذہبی حیثیت دے کر ادا کی گئی ہے۔ قبل از نبوت جاہلیت کے دور میں دیگر عبادتوں کی طرح قربانی

بھی غیر اللہ کے نام دی جاتی تھی۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تقریباً ہر ایک مذہب میں آپ کو قربانی کا عنصر ضرور نظر آئے گا لیکن اسلام کا نظریۂ اضحیہ صرف ایک مذہبی رسم ہی نہیں بلکہ مواخات وایثار، ہمدردی اور صلہ رحمی کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ بلکہ قربانی میں سب سے زیادہ جو بات نمایاں ہے وہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام کی اس عظیم کارنامہ کی یادگار ہے جو انہوں نے دربارِ خداوندی میں پیش کیا تھا۔

صاحبِ مشکوٰۃ نے کتاب الاضحیہ میں حضرت زید بن ارقمؓ کی وساطت سے یہ روایت پیش کی ہے کہ ایک دفعہ صحابہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا:-

قال سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام (الحدیث)

یعنی یہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک یادگار ہے۔ آپؐ نے خود بنفس نفیس مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد مدنی زندگی کے ہر ایک سال اس کارنامے کی تجدید کی ہے۔ صاحب مرقاۃ شارح مشکوٰۃ علامہ علی بن سلطان (۱۰۱۴ھ) محمد القاری المتوفی ۱۰۱۴ھ المعروف بملا علی قاری فرماتے ہیں:-

ومما یدل علی الوجوب مواظبتہ علیہ الصلاۃ والسلام عشر سنین مدۃ اقامتہ بالمدینہ	ترجمہ۔ قربانی کا وجوب اور اہمیت پر دیگر دلائل کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی زندگی کے دس سال اس کو جاری رکھا۔

مرقاۃ المفاتیح جلد ثالث صد ۳۰۲

اور یہی وجہ ہے کہ اس سے چند سطور قبل اسی صفحہ پہ فرماتے ہیں:-

وھی مشروعۃ فی اصل الشرع بالاجماع

یعنی قربانی کی مشروعیت امت مسلمہ کا ایک اتفاقی مسئلہ ہے اور کسی نے آج تک باوجودیکہ قربانی کے حکم میں اختلاف رہا ہے لیکن عدم جواز پہ قول نہیں کیا ہے۔ اور نہ کسی میں یہ جرأت ہے کہ وہ قربانی کو اسلام کے مخالف قرار دیدے۔ اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ایسا فعل جس کو آپ نے اپنے دورِ نبوت کے اہم ترین حصہ میں جاری رکھ کر اس پہ مدنی زندگی میں دوام اور مواظبت کی ہے۔ صحابہ کرام کو قولی احادیث کی وساطت سے ترغیب دی ہے اور صحابہ کو کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی تحسین کی ہے۔ قربانی سے انکار یا اس کی حقیقت کو مسخ وہ شخص کرسکتا ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر منافقانہ اور

زنادقہ کی زندگی اختیار کرے۔ ورنہ ایک مسلمان بحیثیت مسلمان کبھی اس حقیقت کو پائمال نہیں کر سکتا۔

مفسرین وائمہ مجتہدین کی آراء | ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ اور احناف سے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک قربانی سنّت مؤکدہ ہے۔ ملاحظہ ہو شرح الصغیر جلد ثانی ص ۱۴۳۔ اور بحر الرائق جلد ثامن ص ۱۷۳۔ اور رئیس الائمہ سیدنا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خاص شروط کی رعایت کے بعد واجب ہے۔ ملاحظہ ہو ہدایہ جلد رابع ص ۴۴۳

قربانی کی اہمیت دیگر دلائل کے علاوہ قرآن مجید کی اس آیت سے بھی واضح ہو جاتی ہے کہ خداوند عالم نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ سید المرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

مشہور تفسیر بحر المحیط میں جلد سادس ص ۵۲۰ پر اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے۔

قال انس کان ینحر یوم الاضحیٰ قبل الصلوٰۃ فامران یصلی وینحر وقالہ قتادہ

یعنی اس سے قبل عید کے دن نماز سے قبل قربانی کی جاتی تھی۔ اس آیت میں خدا نے مسلمانوں سے فرمایا کہ نماز پڑھ کر بعد میں قربانی کی جائے۔

اور مشہور مفسر قرآن علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں اسی مقام پر لکھتے ہیں۔

والاکثرون علی ان المراد بالنحر نحر الاضاحی واستدل بہ بعضہم علی وجوب الاضحیۃ۔

اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس نحر سے مراد عید الاضحیٰ کی قربانی ہے اسی بنا پر بعض نے وجوب پر قول کیا ہے۔

اور قربانی میں اخلاص کا یہی پیغام خدا نے ایک دوسری جگہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میرا مرنا اور میرا جینا سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ | ان آیات میں خطاب خاص سے ہرگز یہ وہم نہ کیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ قربانی کی یہ اہمیت آپ کے ساتھ تہجد کی طرح خاص ہو۔ اور ممکن ہے کہ دوسری امت کے لئے اس کا درجہ وہی ہو جو تہجد کا ہے۔ کیونکہ جو امور آپؐ سے خاص تھے اور امت کے لئے ضروری نہیں تھے۔ آپؐ نے کبھی ان امور کے ترک پر کسی کو ملامت نہیں کی۔ بلکہ بسا اوقات اگر صحابہ کو ایسے امور پر مداومت کرتے ہوئے دیکھا

تو ان کو اس دوام اور اصرار پر ڈانٹا بھی ہے۔ لیکن قربانی کے مسئلہ پر بسا اوقات آپؐ نے اعادہ کا حکم دیا ہے مشکوٰۃ شریف کے کتاب الاضحیہ میں جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں عید الاضحیہ کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا۔ نماز اور خطبہ کے اختتام کے بعد آپؐ جب مسجد سے باہر نکلے تو آپؐ نے گوشت دیکھا جس کی قربانی نماز عید سے قبل ہو چکی تھی۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ جس نے نماز عید سے قبل قربانی کی ہے وہ دوبارہ قربانی کرے۔

ظاہر بات ہے کہ قربانی اگر آپ کے ساتھ خاص ہوتی۔ تو آپ یہاں پر اعادہ کا حکم نہ فرماتے۔ اس اعادہ سے ایک دوسری بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ قربانی کی شریعت محمدیؐ میں کتنی اہمیت ہے کہ وقت مخصوص سے قبل قربانی کرنے پر اس کے اعادہ کا حکم دیا جاتا ہے۔ جندب بن عبداللہ کی یہ حدیث متفق علیہ روایت ہے جس سے انکار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تاہم اگر بعض کی طرف سے بعض احادیث پر کلام ہوا ہے تو وہ ان کی ذاتی رائے ہے۔ ورنہ محدثین کے ہاں اس کو اعتبار نہیں دیا گیا۔ اس روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت جو اس سے بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہے ہمیں ملتی ہے۔ وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجد سعۃ فلم یضح فلا یقربن مصلانا۔	کہ جس نے باوجود طاقت اور استطاعت ہونے کے قربانی نہیں کی تو نماز عید پڑھنے کی زحمت نہ کرے۔

اگرچہ اس روایت کے ضعف پر ابن حزم نے المحلی کے صفحہ ۱۶۴ پر قول نقل کیا ہے۔ لیکن ان کا وہ رد بھی اجمالی ہے جس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس حدیث کو ساقط عن البحث قرار دیا جائے۔ بلکہ خود علامہ ابن حزم مجبور ہو کر فرماتے ہیں۔

ولا خلاف فی کونھما من شرائع الدین (اوجز المسالک ج ۳ صـ ۱۱۴)	پھر بھی اس کے شرائع دین ہونے میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔

اعتراضات سے جوابات | آمدم بر سر مطلب۔ قربانی کی اہمیت واضح کرنے کے بعد اب ان چار باتوں کا جواب پیش خدمت ہے۔ سب سے پہلی بات حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا عمل ہے کہ ان دونوں حضرات نے عمر بھر کبھی قربانی نہیں کی۔ تو اس کا جواب ملا علی قاریؒ نے یہ دیا ہے۔

وفیہ انہ محمول علی انھما ما کان من اھل الوجوب
مرقاۃ جلد ثالث ص۳۰۲

یعنی ان کے قربانی نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں پر عدم استطاعت کی وجہ سے قربانی واجب نہیں تھی۔

اور ان دونوں حضرات کا فقر و فاقہ اور غربت کی زندگی اس شخص پر مخفی نہیں ہے جو مستند تاریخ کی روشنی میں ان حضرات کی زندگی دیکھیے۔ ورنہ اگر یہ ہوتا کہ باوجود واجب ہونے کے قربانی نہیں کرتے تھے۔ تو یہ دونوں حضرات قربانی کی سنتیت کے کیسے قائل تھے جب کہ ان کا عقیدہ تھا کہ قربانی شعائر اسلام میں سے ہے اور سنت رسول ہے۔ ملاحظہ ہو۔

واکثراھل العلم یرونہا سنۃ موکدۃ غیر واجبۃ روی ذلک عن ابی بکر وعمر وبلال وابی المسعود البدری۔

اکثر اہل علم کے نزدیک قربانی واجب نہیں ہے لیکن سنت موکدہ ہے۔ اور یہی ابو بکر و عمر و بلال سے مروی ہے۔ اوجز المسالک جلد رابع صد ۲۱۴

اور بغیر رعایت شروط کے بھی کوئی قربانی کے وجوب کا قائل نہیں ہے۔

اور عبداللہ ابن عباس کا عمل جو بحوالہ ہدایۃ المجتہد نقل ہے کہ ابن عباسؓ دو روپے کا گوشت قربانی میں دیا کرتے تھے۔ تو یہ غالباً اس وقت کی بات ہے جس دور میں قربانی واجب نہیں تھی۔ ورنہ دوسری طرف حضرت ابن عباس سے باقاعدہ قربانی میں شرکت بھی مروی ہے:۔

عن ابن عباس کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فحضر الاضحی فاشترکنا فی البقر سبعۃ

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں عید کے موقع پر ہم نے آپ کے ساتھ مل کر سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

(مشکوٰۃ جلد اول باب الاضحیہ فصل ثانی)

تو اگر دو درہم کی قربانی جائز اور عمل متواتر ہوتی تو اس میں باقاعدہ ۷ میں کیوں شریک ہوتے۔

اور ابن حزم کا قول جو حضرت بلال کے بارے میں منقول ہے کہ مرغ کی قربانی کی جگہ اس کی قیمت کو خیرات کرنے کو بہتر تصور کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچنے کے بعد قربانی کی حیثیت کو ہرگز متاثر نہیں کر سکتی۔ درحقیقت حضرت بلال کا مقصد دورِ جاہلیت کی رسم کی تردید ہے۔ دورِ دورِ جاہلیت میں جو لوگ قربانی کی استطاعت کی توفیق نہیں رکھتے تھے وہ مرغ کی قربانی کیا کرتے تھے۔

حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ اس جاہلیت کی قربانی سے مجھے یہ بہتر ہے کہ اس رقم کو تصدق کر دوں اور مرغ کی قربانی مجوسیوں کی رسومات میں سے ہے۔

وفی اصول التوحید للامام الصفار والتضحیۃ بالدیک والدجاجۃ فی ایام الاضحیۃ ممن لااضحیۃ علیہ لاعصارہ تشبیہا بالمضحین مکروہ لانہ من رسوم المجوس۔
(فتاوی ہندیہ جلد خامس صہ ۳۰۰)

یعنی قربانی کے دن جن پر عدم استطاعت کی وجہ قربانی واجب نہ ہو تو قربانی والوں سے مشابہت کے لئے مرغ یا مرغی کی قربانی کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ مجوس کی عادات اور رسوم میں سے ہے۔

ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے مخلص عاشقِ رسول اپنے آقا اور محبوب کے فعل سے کسی دوسرے فعل کو بہتر سمجھے۔

باقی رہا علی ابن حسین کا وہ قول جو بحوالہ نیل الاوطار سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی بنو ہاشم اپنی طرف سے کافی سمجھتے ہیں اور بنی ہاشم میں سے کسی شخص کو کئی سالوں تک اپنی طرف سے علیحدہ قربانی کی ضرورت پیش نہ آئی۔

علی ابن حسین کے اس اثر کا جواب خود نیل الاوطار علامہ شوکانیؒ نے دیا ہے۔ صاحب مضمون اگر اس حدیث سے ذرا ایک ورق آگے جاتے تو شاید اس اثر کا جواب ان پر ظاہر ہو جاتا۔ اسی نیل الاوطار کی جلد رابع صہ ۲۴۲ پر فرماتے ہیں۔

فیکون قرینۃ علی ان تضحیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن غیر الواجدین من امتہ

آئندہ احادیث اس بات پر قرینہ ہے کہ آپ کی قربانی غربا اور غیر اہل کی طرف سے تھی۔

یعنی یہ قربانی ان لوگوں کی طرف سے کافی سمجھی جاتی تھی جو لوگ قربانی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کی کفایت اس دور سے خاص ہے اس کی کفایت تمام امت سے نہیں ہے اور ایک دور کے لوگوں پر عدم وجوب کا حکم دوسرے دور کے لوگوں کے لئے ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ علی ابن حسین کی اس روایت میں اسی کفایت کے ذیل میں یہ الفاظ ہیں فمکثنا سنین اور یہ جواب بھی قاضی شوکانی نے اسی صفحہ پر دیا ہے مگر راجح پہلا جواب ہے کیونکہ روایت میں دعا کے وقت آپ نے فرمایا

اللہم ہذا عن امتی جمیعاً من شہد لک بالتوحید وشہد لی بالبلاغ اذ اس تمام امت کی طرف سے ہے جو تیری وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دے۔ جو تمام امت کے غربا کی طرف سے ہونے پر دال ہے۔

از جناب ریٹائرڈ میجر امیر افضل خان

حضرت عمرؓ کی فوجی حکمت عملی

حضرت عمرؓ کے زمانے کی فتوحات کے بارے میں تو ملت اسلامیہ کافی باخبر ہے۔ لیکن موجودہ زمانے کے مؤرخین اور مبصرین نے عسکری تاریخ کے ان واقعات کو اگر ایک طرف اختصار سے پیش کرنا شروع کیا ہے تو دوسری طرف ان واقعات کے عسکری پہلو، فوجی حکمت عملی، تدبیرات کے لئے ہدایات، حربی مہارت کے کلیہ قاعدے یا فن سپہ گری کے بارے میں جو ہدایات خلفاء راشدین نے دیں وہ سب کی سب ہماری کتابوں سے غائب ہو رہی ہیں۔ اور آج ہم نے اپنے ذہنوں کی فوجی تربیت کے لئے غیروں کی عسکری تواریخ کے مطالعے شروع کر دئے ہیں۔ ہر مسلمان اللہ کا سپاہی ہے اور ملت اسلامیہ اللہ کی فوج ہے۔ اور ہمارے نزدیک افغانستان میں اس کا عملی مظاہرہ ہو رہا ہے۔

لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ آج ہم سویلین اور فوجی دو الگ الگ حصوں میں بٹ چکے ہیں۔ پیشہ ور فوجی، اللہ کی فوج کے فلسفہ والی بات سے گھبراتے ہیں کہ پوری قوم اللہ کی فوج بن گئی تو پیشہ ور فوج کی اہمیت کم ہو جائے گی۔ سویلین اور خاص کر آرام پسند سرکاری ملازم اور سرمایہ دار اللہ کی فوج کے فلسفہ سے گھبراتے ہیں کہ فوجی کام بڑا مشکل ہے۔ وہ یہ مشقت برداشت نہ کر سکیں گے۔

دراصل دونوں گروہوں میں جس کی ایسی سوچ ہے وہ غلطی پر ہے۔ اللہ کے سپاہی کے بڑے پُر وسعت معنی ہیں۔ علامہ اقبال اللہ کے سپاہی تھے۔ ملت اسلامیہ کو وحدتِ فکر اور وحدتِ عمل کا سبق دیا۔ لیکن ایوب خان اور یحیٰی خان نہ اللہ کے سپاہی تھے اور نہ حزب اللہ کے سپہ سالار۔ اور ایسے ہی لوگوں کے لئے علامہ اقبال کہہ گئے تھے[۹]

میں نے اے میر سپاہ تیری سپاہ دیکھی ہے
قل ھو اللہ کی شمشیر سے خالی ہے نیام

مولانا سمیع الحق صاحب نے راقم کی کتاب جلال مصطفےٰؐ پڑھنے کے بعد جب حضور پاکؐ کی فوجی زندگی کے اس پہلو کو اجاگر ہوتے دیکھا تو وہ عش عش کر اٹھے۔ اور وہ قوم کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ حضور پاکؐ اور ان کے

رفقاء نے صرف گتھم گتھا لڑائی سے ایسی فتوحات حاصل نہیں کی تھیں بلکہ حضور پاک ﷺ نے اپنے رفقاء کو فوجی حکمت عملی اور عسکری تدبیرات کا ماہر بنا دیا تھا تو پھر اسلام کو وہ شان و شوکت حاصل ہوئی اور اس سلسلہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کی حکمت عملی پر مضمون اس سلسلہ کی کڑی تھی۔ اب حضرت فاروق اعظمؓ کی باری ہے اور ان کی کارکردگی سے ہم سبق سیکھیں۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے جب خلافت سنبھالی تو جزیرہ نما عرب میں اندرونی استحکام تو آ چکا تھا لیکن اسلامی لشکر دو محاذوں پر برسرپیکار تھا۔ اور اس کا ذکر حضرت صدیق اکبرؓ کی حکمت عملی کے تحت چند ماہ پہلے ہو چکا ہے۔ حضرت صدیقؓ دو محاذوں پر جنگ لڑنے کی حکمت عملی بنا چکے تھے اور یہ مشکل ترین فوجی کام ہے اور دنیا میں آج تک کوئی طاقت اس طرح دو محاذوں پر نہیں لڑ سکی جس طرح مسلمانوں نے کامیابیاں حاصل کیں۔ لیکن صدیق اکبرؓ کا طریق کار یہ تھا کہ وہ کسی ایک محاذ پر ہی ایک وقت میں بھرپور کارروائی کرتے تھے اور دوسرے محاذ پر دشمن کو صرف الجھائے رکھتے تھے۔ بلکہ محاذ پر بھی لشکر کو ٹکڑوں میں نہ بٹنے دیتے تھے اور محاذ کو سیکٹروں یا چھوٹے محاذوں میں بانٹ کر کچھ جگہ دشمن کو صرف الجھائے رکھتے اور دوسری جگہ بھرپور کارروائی کرتے یا بھرپور کارروائی کے لئے لشکر تیار رہتے تھے۔

چنانچہ اس وقت حالات یہ تھے کہ شام کے محاذ پر حضرت خالد بن ولیدؓ اجنادین کے مقام پر رومیوں کو شکست دے چکے تھے۔ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور یزید بن ابوسفیان کو ساتھ لے کر وادی یرموک میں، یرموک کی پہلی جنگ میں برسرپیکار تھے۔ لیکن رومی بھاگ رہے تھے۔ اور دشمن کے ساتھ مقابلہ سخت نہ تھا۔ حضرت خالدؓ۔ حضرت عمرو بن عاصؓ اور حضرت شرجیلؓ کو فلسطین میں ذمہ داریاں سونپنے والے تھے۔ ویسے رومیوں پر کڑی نگاہ کی ضرورت تھی۔ اور ان کا تعاقب کر کے ان کے ساتھ لگاؤ رکھنا تھا۔ تاکہ دشمن کے بارے میں باخبر رہیں۔ بہرحال اسلامی لشکر کچھ پھیلاؤ اختیار کرنے والے تھے لیکن ایران کے محاذ کی طرح، چھوٹے سپہ سالار ایک دوسرے سے دور نہ تھے۔ اور بوقت ضرورت اکٹھے ہو سکتے تھے۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت عمرؓ کی سب سے پہلی کارروائی یہ تھی کہ شام و فلسطین کے محاذ پر آپ نے حضرت خالدؓ کی جگہ حضرت ابو عبیدہؓ امین الامت کو سپہ سالار اعظم بنا دیا۔ اور حضرت خالدؓ کو ان کی جگہ ایک لشکر کا سپہ سالار رہنے دیا۔

اس کارروائی میں کئی حکمت عملیاں پنہاں تھیں۔ اور مورخین نے جو حضرت خالدؓ کی معزولی کا ذکر کیا ہے

بعد اب رومیوں کو پھر یرموک لا رہے تھے۔ کہ وہ اہل روم کو اپنے چنے ہوئے مقام اور وقت پر ایسی شکست دیں کہ قیصر روم ایشیا کو الوداع کہتا ہوا چلتا بنے۔

پھر ایسا ہی ہوا اور یرموک کی فتح کے بعد حضرت سعدؓ کو مدائن پر پیشقدمی کی اجازت دی۔ اور ملک شام میں انطاکیہ شہر سے آگے پیش قدمی کو کئی سال روکے رکھا کہ پہلے ایران کی مکمل فتح ہو جائے۔ ایرانی دارالحکومت مدائن پر قبضہ کے بعد ایران میں دو سیکٹر کھول دئے۔ ایک جلولہ موصل تک اور پھر جلولہ سے قصر شیریں اور نہاوند تک۔ وسطی علاقوں میں۔ اور ساتھ جنوبی محاذ یعنی ابلہ، خوزستان، فارس پر سخت کارروائی شروع کر دی تاکہ ایرانیوں کا پتہ نہ چلے کہ ایران کا مکمل خاتمہ کس محاذ سے آگے بڑھ کر کیا جائے گا۔

ایرانی اسی مخمصے میں تھے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت نعمان بن مقرنؓ کو سالار اعظم مقرر کر کے نہاوند کے مقام پر ایرانی فوج کو تہس نہس کر دیا۔ گو حضرت نعمانؓ خود اس معرکے میں شہید ہوئے۔ نہاوند کا معرکہ نہ صرف حکمت عملی اور حربی تدبیرات کے طور دنیا کی عظیم ترین جنگوں میں شمار ہوتا ہے۔ بلکہ دنیا کی چند فیصلہ کن جنگوں میں سے ایک ہے۔ اور اس فتح کے بعد مسلمان لشکر بحیرہ کیسپن سے دریائے جیحوں سیحوں تک پہنچ گئے تو دوسری طرف دریائے سندھ اور مکران کے ساحل تک آ پہنچے۔ پوری کارروائی کے جائزہ کے لئے کئی مضمون درکار ہیں۔ جن میں آج بھی ہمارے لئے کئی اسباق ہیں۔

ایران کی ان فتوحات کے بعد حضرت عمرؓ نے ملک شام سے شمال میں پیش قدمی کی بجائے اپنی حکمت عملی کے تحت مصر اور افریقہ کی فتح کی طرف دھیان دیا۔ جس کو آگے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں پروان چڑھایا گیا۔ یہ فتوحات بہت ضروری تھیں۔ کہ بحیرہ روم، قیصر روم کی جھیل کی طرح تھا اور مصر میں لاؤ لشکر اکٹھا کر کے قیصر روم مکہ شریف اور مدینہ شریف کے لئے وہی خطرات پیدا کر سکتا تھا جو اس نے سلطنت ایران کے ساتھ آرمینیا کے راستے مدائن پہنچ کر کئے۔

اس زمانے کا قیصر روم ہرقل کوئی معمولی آدمی نہ تھا۔ قرآن پاک کی سورت روم میں پہلے ایران کے ہاتھوں جو اہل روم کی شکست کا ذکر ہے۔ اور بعد میں اہل روم کی فتح کی پیشین گوئی ہے۔ یہ اسی ہرقل کے زمانے میں ہوئی اور ہرقل دنیا کی عسکری تاریخ میں حکمت عملی کے ماہرین میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے ایسی مات کھائی کہ آخر حضرت عمرؓ کے زمانے میں مصر میں رومیوں کی شکست کی خبر سن کر اس دنیا سے چل بسا۔ بے چارہ بدقسمت تھا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر کی باتیں سن کر دین اسلام

زیارت تو ہوئی۔ مگر حضرت صدیقؓ نے ایران کی فوجی حکمت عملی تعین کرنے کا کام اپنے نامزد جانشین حضرت فاروق اعظم کے سپرد کر دیا۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت مثنیٰ کو فوری کمک دی اور ایران کے محاذ کے لئے حضرت ابوعبید ثقفی (مشہور صحابی حضرت عروہ بن مسعودؓ کے بھائی) کو ایران کے محاذ پر سپہ سالار مقرر فرمایا۔ اور حکم دیا کہ دریائے فرات کے پار محدود کارروائیاں کر سکتے ہیں۔ لیکن دریا کے پار کسی بڑی جنگ میں نہ الجھ جانا۔ ساتھ ہی حضرت فاروق اعظم نے فیصلہ کیا کہ ایلہ یعنی فارس اور خوزستان کے محاذ کے لئے فی الحال وہی پالیسی ہوگی جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں تھی۔ اور یہاں آگے پیش قدمی نہ کی جائے گی۔ صرف دشمن پر نظر رکھی جائے گی۔

حضرت ابوعبیدؓ نے محدود کارروائیوں کے علاوہ اپنے آپ کو ایرانیوں کے ساتھ جسر کے مقام پر مسلمانوں کو عظیم قربانی دینا پڑی اور ابوعبیدؓ سمیت لشکر کے تیسرے حصے کو شہادت نصیب ہوئی اور بے شک حضرت مثنیٰؓ نے خود شدید زخمی ہو کر مسلمانوں کی لاج رکھی۔ اور ایرانیوں کے سیلاب کے آگے بند باندھ دیا۔ لیکن حضرت فاروق اعظمؓ کے لئے یہ حالات متوقع نہ تھے لیکن آپ نے پھر بھی ایسی فوجی حکمت عملی بنائی کہ دونوں محاذوں کے حالات سدھر گئے۔

ایران کے محاذ پر خود بھی جانے کو تیار تھے۔ لیکن ایک اور عشرہ مبشرہ میں سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو سپہ سالار اعظم بنا کر اس محاذ میں بھی دوبارہ جان ڈال دی۔ ساتھ ہی شام میں حضرت ابوعبیدہؓ کو حکم دیا کہ عراق کے محاذ سے جو کمک انہیں ملی تھی اسے عراق کے محاذ پر واپس بھیجا جائے۔ اور جب تک ایرانیوں کے ساتھ ایک اور بھرپور کارروائی نہیں کر لی جاتی، حضرت ابوعبیدہؓ ملک شام میں رومیوں کے ساتھ کوئی بھرپور جنگ نہ کریں گے۔

دوسرے لفظوں میں جنگ قادسیہ کی تیاری ہو رہی تھی۔ اور اس تیاری کے تحت ایران کے سپہ سالار اعظم کو دریائے فرات پار کروا کے قادسیہ کے میدان جنگ میں ایسی شکست سے دوچار کیا کہ ایران کی شہنشاہیت ڈانواں ڈول ہو گئی۔ یہ شکست ایسی تھی کہ اس شکست کے بعد مسلمان، ایرانیوں کا تعاقب کر کے ان کے دارالسلطنت مدائن پر قبضہ کر سکتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ کے لحاظ سے اس کا وقت نہ آیا تھا۔ اور حضرت سعدؓ کو صرف دریائے فرات تک پیش قدمی کی اجازت دی۔ کہ اس دوران ایران والے محاذ پر مزید بھرپور کارروائی کی اجازت نہ تھی۔ ادھر ملک شام میں حضرت ابوعبیدہؓ حمص تک پہنچ جانے

انٹامالوجی	-	۱
ہارٹیکلچر	۴	-
شماریات / بائیومیٹری	۲	-

اینیمل سائنسز

فش نیوٹریشن	۱	-
حیواناتی معاشیات	۲	-
فش مائیکروبیالوجی	۱	-
رومن فزیالوجی	۱	-
وائرالوجی (امیونولوجی)	۲	-
اینیمل ری پروڈکشن (مردانہ)	۲	-

سوشل سائنسز

زرعی معاشیات	۲	۲
زرعی مارکیٹنگ	۲	-

قدرتی وسائل

علم جنگلات (فارسٹری)	۴	-
رینج مینجمنٹ	۲	-
فوڈر کراپس	۲	-

کم سے کم اہلیت

پی ایچ ڈی کے لئے

(الف) امیدواروں نے میٹرک سے ایم ایس سی تک کے تعلیمی کیریئر میں کم از کم دو بار فرسٹ ڈویژن حاصل کی ہو۔ جن امیدواروں نے ایم فل کی سند حاصل کر لی ہے یا بیرون ملک تربیت یافتہ ہیں انہیں ترجیح دیجائیگی

(ب) کم از کم تین سال تدریسی یا تحقیقی تجربہ جو متعلقہ شعبے میں کسی سرکاری یا نیم سرکاری ادارے میں حاصل کیا گیا ہو۔

(ج) معروف سائنسی جریدوں میں کم از کم تین تحقیقی مقالے

ایم ایس سی کے لئے

(الف) متعلقہ شعبے میں تعلیمی کیریر کے دوران کم از کم دو بار فرسٹ ڈویژن

عام اہلیت

۱۔ ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی کے لئے عمر کی بالائی حد تیس (۳۰) سال ہے مگر اچھے تعلیمی ریکارڈ اور ریسرچ کے تجربے کے حامل افراد کو پانچ سال کی رعایت دی جا سکتی ہے

۲۔ ایم ایس سی کے لئے فیلوشپ کی میعاد دو سال اور پی ایچ ڈی کے لئے تین سال ہے

۳۔ ٹیوشن فیس اور دیگر متعلقہ اخراجات پی اے آر سی کی جانب سے براہ راست متعلقہ یونیورسٹی کو ادا کئے جائیں گے جبکہ فیلوشپ کے اخراجات کی ادائیگی پی اے آر سی کے مقرر کردہ نرخ کے مطابق زیر تربیت افراد کو کی جائے گی۔

(بقیہ صفحہ ۴۸ پر)

کی طرف مائل بھی ہوا۔ لیکن دنیا کی چاہت اور حواریوں کے ڈر کی وجہ سے مسلمان نہ ہوا۔

بہر حال یہ مختصر حالات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی فوجی حکمت عملی اور اس کے تحت فتوحات یا نتائج کے ہیں۔ جو کئی کتابوں کا مضمون ہے۔ جو صاحب حساب کتاب میں دلچسپی رکھتے ہیں تو طول و عرض اور سلطنت کی وسعت کا یہ حساب بنتا ہے۔

مکہ شریف سے جنوب مشرق کی طرف ۴۰۳ میل، مشرق کی طرف ۱۰۸۷ میل۔ شمال کی طرف ۱۰۳۶ میل اور شمال مغرب میں مصر کے مقام برقہ تک فاصلہ کوئی ہزار میل بنتا ہے۔ لیکن اسلامی لشکر تو آگے طرابلس تک ہو آئے تھے۔ جو برقہ سے قریباً ایک ہزار میل دور ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں بحری جنگ کی اجازت نہ دی اسے مورخین نے غلط سمجھ لیا۔ دراصل آپ نے بحری جنگ کے پہلے تیاری کے احکام دیے کہ اس تیاری کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں قبرص پر قبضہ کر سکے اور اناطولیہ کے ساحل پر پہنچنے کے علاوہ مصر کے ساحل کے نزدیک روم کے بحری بیڑہ کو شکست دی۔ ان میں زیادہ لوگ خلیج فارس اور یمن کے تھے جو لوگ حضرت عمرؓ کے زمانے میں تیاری میں مصروف رہے۔

اسے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن
بنتی ہے بیاباں میں فاروقی و سلطانی

(بقیہ صفحہ ۴۷ پر)

وہ بعد کا واقعہ ہے۔ اور اس کی اور وجوہات تھیں۔ اس کا ذکر یہاں نامناسب ہے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ میں کوئی اختلافات نہ تھے۔ حضرت خالدؓ حضرت عمرؓ کی والدہ کے چچازاد بھائی تھے۔ اور اپنی وفات کے وقت حضرت عمرؓ کو اپنا وصی مقرر کیا یا ثالث کہ وہ ان کی جائیداد کو بانٹ دیں گے بہرحال اس تبدیلی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ لوگ اس غلط فہمی میں نہ پڑیں کہ ہر جگہ فتوحات حضرت خالدؓ کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ بات حکمت عملی کی تھی۔ کہ اب رومیوں پر نظر رکھنا تھی۔ کہ فی الحال بھرپور کارروائی کی ضرورت نہ تھی۔ حضرت خالد جو پچھلے سالوں میں ہر جگہ شیر کی طرح جھپٹ رہے تھے شاید بلّی کی طرح زیادہ دیر صبر سے نہ بیٹھ سکیں۔ اور حضرت عمرؓ کا جائزہ تھا کہ یہ صبر امین الامت حضرت ابوعبیدہؓ میں زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عمرؓ یہ بھی چاہتے تھے کہ عشرہ مبشرہ والے حضرت ابوعبیدہ کو نیا مقام ملنا چاہیئے۔

دوسرے محاذ یعنی ایران کے محاذ پر حالات خراب صورت اختیار کر چکے تھے۔ اوّل تو وہاں حضرت خالدؓ کے شام چلے جانے کے بعد فوجی نفری بہت کم ہو گئی تھی۔ اور وہاں احکام یہ تھے کہ مسلمان دریائے فرات کو عبور نہ کریں۔ دریا سے آگے معمولی چھاپے وغیرہ کی کارروائیاں کریں۔ اور وہاں حضرت مثنیٰؓ کے پاس کل سات آٹھ ہزار کا لشکر تھا اور وہ ایک بڑے محاذ پر پھیلے ہوئے تھے۔ جو ایلہ (بصرہ) غزار (شتی) الیس سے لے کر حیرہ (موجودہ نجف اشرف کے نزدیک) تک پھیلا ہوا تھا۔ اور آگے انبار اور خراص تک دیکھ بھال کرنا تھی۔ علاوہ ازیں اپنے ساتھ ذرائع آمد و رفت کے دونوں راستے ایک یمامہ، نباج، زرود شراف سے حیرہ۔ اور دوسرا تیمہ، دومۃ الجندل۔ عین التمر اور حیرہ۔ بڑے وسیع اور لمبے چوڑے ریگستان سے گذرتے تھے۔

ایرانی حضرت خالدؓ کے ہاتھوں شکست کھا چکے تھے۔ لیکن ابھی تک وہ عراق کے زرخیز علاقے پر قابض تھے اور ایران کی تخت نشینی کے جھگڑے بھی کچھ ختم ہونے والے تھے۔ کہ رستم سپہ سالار اعظم کے طور پر اور یزدجرد شاہ کے طور پر حکومت میں جان ڈالنے والے تھے۔ اور وہ مسلمانوں کے خلاف بھرپور کارروائی کرنے کے لئے پَر تول رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مثنیٰؓ کی دوررس نگاہیں یہ سب کچھ تاڑ چکی تھیں اور حضرت مثنیٰؓ دوسری اور آخری بار حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ انہیں ایرانیوں کے ہونے والے ردِ عمل سے آگاہ کریں۔ لیکن یہ حضرت صدیقؓ کی زندگی کا یہ آخری دن تھا۔ حضرت مثنیٰؓ کو ان کی

۴۔ جن افراد نے پہلے ہی کسی یونیورسٹی میں متعلقہ شعبے میں داخلہ لے رکھا ہے وہ بھی درخواست دے سکتے ہیں۔

۵۔ انتخاب محض قابلیت کی بنیاد پر ہوگا۔ امیدواروں کو متعلقہ شعبے میں تحریری امتحان دینا ہوگا۔ تحریری امتحان میں انگریزی اور پاکستان اور اسلام کے بارے عام معلومات بھی شامل ہوں گی۔ اس کے علاوہ امیدواروں کو اپنے خرچ پر زبانی انٹرویو کے لئے بھی آنا ہوگا۔

۶۔ جس امیدوار نے اس پروگرام کے تحت گذشتہ تین برس میں کوئی تربیتی کورس مکمل کیا ہے اسے اس پروگرام میں قابل توجہ نہیں سمجھا جائے گا۔ تاہم خاص حالات میں ایسے امیدواروں پر غور کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ منتخب شدہ امیدواروں کو ایک معاہدہ پر دستخط کرنے ہوں گے جس کے مطابق انہیں پی اے آر سی یا اس سے متعلقہ کسی بھی ادارے میں تین سے پانچ سال تک لازمی ملازمت کرنی ہوگی۔

امیدواروں کو مقررہ فارموں پہ درخواستیں ارسال کرنی ہوں گی۔ جو مندرجہ ذیل جگہوں سے بلا معاوضہ حاصل کئے جا سکیں گے۔ تاہم امیدواروں کو درخواست کے ہمراہ پی اے آر سی کے ڈائریکٹر ٹریننگ کے نام پانچ روپے کا کراس پوسٹل آرڈر ارسال کرنا ہوگا ورنہ ان کی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔

۱۔ ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹریننگ) پاکستان زرعی تحقیقاتی کونسل۔ اسلام آباد

۲۔ رابطہ آفیسر۔ پاکستان زرعی تحقیقاتی کونسل۔ پانچویں منزل
ہاجرہ مینشن۔ زیب النساء سٹریٹ۔ کراچی

۳۔ ڈائریکٹر ایرڈ زون ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بریوری روڈ۔ کوئٹہ

۴۔ پرنسپل وٹرنری سائنسز کالج۔ لاہور

۵۔ رجسٹرارز۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد۔ ٹنڈو جام۔ پشاور

سرکاری ملازموں اور خود مختار اداروں کے ملازمین اپنی درخواستیں اداروں کی معرفت بھجوائیں۔ درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ ۷ اکتوبر ۸۴ء ہے۔ آخری تاریخ کے بعد ملنے والی یا نامکمل درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔

انٹرویو کے تحریری امتحان کے لئے آنے والے امیدواروں کو کسی قسم کا سفر الاؤنس یا یومیہ الاؤنس ادا نہیں کیا جائے گا۔

ڈائریکٹر (ٹریننگ)

پاکستان ایگریکلچرل ریسرچ کونسل

ایل-۱۳-المرکز-ایف ۲/۷ پوسٹ بکس ۱۰۲۱-اسلام آباد

قسط ۲

حافظ محمد ابراہیم فانی
مدرس دار العلوم حقانیہ

مشاہیر علماء سرحد

مولانا عبدالوحید قاسمی زروبوی رحمہ اللہ

ایک علمی و ادبی تذکرہ

ادبی مقام علم کے ساتھ ساتھ ذوقِ ادب ایک بہترین وصف ہے۔ ائمہ اربعہ میں سوائے امام مالک رحمہ اللہ کے (کیونکہ آپ سے کوئی شعر منقول نہیں۔) باقی تمام کوچۂ شعر و سخن کے شناسا اور اس بحرِ بے کراں کے شناور تھے اسی طرح محدثین نے بھی اس صنف میں طبع آزمائیاں کی ہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ امام دارمیؒ، امام بیہقیؒ، سفیان بن عیینہؒ اور دیگر محدثین عظام کے اشعار مختلف تذکروں میں ملتے ہیں۔

حضرات اکابرین دیوبند کی جامعیت تو مسلّم ہے۔ اس وصف میں بھی یہ حضرات امتیازی حیثیت کے حامل ہیں سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔ قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ۔ مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانیؒ۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ۔ حضرت مولانا اعزاز علیؒ۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صرف وغیرہم اکابرین کا شعری مذاق ڈھکی چھپی بات نہیں۔

مولانا عبدالوحید قاسمی مرحوم بھی اپنے اسلاف کی طرح اس گلشنِ بے خار کے بلبلِ نوا سنج تھے۔ اگرچہ ادب و ذوق شاعری کے ساتھ آپ کو فطری لگاؤ تھا۔ لیکن آپ کی شاعری کسب و اکتساب کی مرہونِ منت نہ تھی۔ بلکہ یہ وہبی ملکہ فیاضِ مطلق نے آپ کو خزانۂ غیب سے عطا فرمایا تھا۔ عربی، فارسی، اردو اور پشتو نظم و نثر پر آپ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر کچھ اشعار جو صنف شاعری کے مختلف صنائع پر مشتمل ہیں پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ یہ تمام اشعار تقریباً دور طالب علمی سے وابستہ ہیں

عربی شاعری قطعہ

نظر الاکابر خیرا نظار الورٰی لکن ما یکفی لمن ھو صادقٌ

ولئن حببت لما نظرت لمرشد — فنجلّن الآلام ما يتعارف
و نحن من الذين لهم جلوس — مع الترب الجميل ولا الجميل
فشكوا كم باننا جالسوه — بعيد كل بعد من مثيل
ولو ارسلت خطاً بعد خطٍّ — فيخرج ذالك من حسن المراق
ولو انسدّ باب مراسلاتی — والّا ليس ذاك من المطاق
ايا خطّ اذهب بالسلام الى الذى — لنا ميل طبع ان نراه مجلّلا
وقل من وحيد بعد ذالك ما مضىٰ — عليه من الاحوالِ قولاً مفصلًا

تضمین

فؤادی بين لاهور و دهلی — يسافر كل يوم فی الصحارٰی
وما علمی بان هذا الیٰ مَ — يدوم معی ولا يعطی القرارا
لان اعطی بشارة قتل بسيفٍ — غداً احریٰ صديقی افتخارا
وشانی شان دليل قولٍ — اذا مرّ المنازلُ حين سارا
امرّ على الديارِ ديارِ ليلیٰ — اقبل ذا الجدار و ذا الجدار
وما حب الدّيار شغفن قلبی — ولكن حب من سكن الدّيارا

ترحیب

حمدتُ لمن له شان الجلال — ويظهر منه اوصاف الكمال
و بعد تذكری لله يمنًا — اطالب منه خيراً من سوال
فمسئلتی بحضرة تعالىٰ — صلوٰة محمد مع كلّ آلِ
الا بعد الفراغ من المحامد — اقول لضيفنا ما للاعالی
مراد منه تكريم لآتٍ — الى دارالعلوم من العوالی
و قولوا ايها الخلّان طراً — له اهلاً و سهلاً بارتجالِ
و ان كنتم علمتم بالخطايا — فسترتها لمن حسن الخصالِ
كلام لی لهٰذا الجمع هٰذا — كفیٰ منی لامر الامتثالِ
سلوا للمولوی عبدالوحيد — من الرحمٰن روحًا كل حالِ

مرثیہ

اخذ الاله لهم برفق خليل — واغاثهم بعطاء حسن مقيلِ
وعفی عن العثرات عنهم كلها — وجزاهم حسنًا وخير عديلِ
ولئن عفی عنهم وادخلهم الیٰ — دارالنعيم و دار كل جميلِ

ہیچ ناید از دہاں غیر ازیں پروردگار — عاصیم عبدالوحید عصیانِ ما مغفور باد

اردو شاعری

نعتِ رسول

عجب خلقِ محمدؐ ہے عجب شانِ محمدؐ ہے — سحر نورِ محمدؐ ہے شرف جانِ محمدؐ ہے
بزرگی دی ہے حق نے اس کو نبیوں پر رسولوں پر — خدا قرآں میں از حد ثنا خوانِ محمدؐ ہے
کسی کا کوئی دربان کسی کا کوئی دربان ہو — جنابِ حضرت جبریل دربانِ محمدؐ ہے
صدائے رب نفسی جب کہ سب انساں لگے کہنے — ندائے امتی یا ربّ الحانِ محمدؐ ہے
وحید اہلِ حب بن جا سو سر کہ ہر غرض اپنا — ہوا ہے سر غرض اس کا جو خواہانِ محمدؐ ہے

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

جبینِ احمدؐ کی روشنی سے ہے دیکھ روشن جہاں سارا — ہیں عکس پر تو کے سب مظاہر یہ چاند سورج ہر اک ستارا
نہ ہوگی شان اس کی ایسی کیونکہ ہو جس کی باطن کی یہ صفائی — کہ چند لمحوں میں لامکاں پر زمیں سے جا کر ہوا آشکارا
سراجِ بزمِ رسل کے حق میں سو خود خدا نے یہ کہہ دیا ہے — کہ میں نے نورِ مبیں بنا کر تنِ محمدؐ کو ہے سنوارا
خدا کی ہستی کے بعد اس کی ہی ہستی سب سے بہت بڑی ہے — زمیں کے ہر سو کے رہنے والو یہی ہے سچا خدا کا پیارا
متاعِ توحید کی امانت سپردِ سینوں کو کر کے چھوڑی — بلائے گردوں کے ہر سمندر کو پار کرنا کیا گوارا

وحیدؔ کا ہے یہی عقیدہ جہاں والوں سے یہ طلب ہے
ہے بس محمدؐ پیمبرِ کل گناہ گاروں کا ہے سہارا

مرثیہ

اپنے ایک عزیز دوست کی والدہ کی وفات پر چند اشعار

ہستیِ ہست گئی مادرِ سلطان گئی — چلی بحکم قضا سوئے آں جہان گئی
یوں تو ہر شخص کو اک وقت فنا ہونا ہے — لیک مرحومہ بہت تشنۂ ارمان گئی
تار آیا جو یکایک سوئے لاہور و قصور — بدن بدن ہی رہا اور جان جان گئی
آج آزردہ نظر آتے ہیں اورنگ و شعیب — جب کہ از دستِ اجل روحِ شادماں ہو گئی

سکونِ قلب سدا ان کو ہو نصیب وحیدؔ
بفیض عفو و کرم وہ جو ناتواں گئی

جہاد کشمیر

آپ بھی چلئے مسلماں سایۂ شمشیر میں — غازیوں جیسے عدو کے سامنے کشمیر میں
رہروانِ عزمِ نیکی کی غنیمت ہے یہی — ہر زد و ضرب و قدم میں اجر ہے ہر تیر میں

لك ان نجئ الی ادارۃ دیوبند — وسکینۃ الاحباب منك مجرّب
ومثل ذالك دعوتی عبد الوحید — ومنیحۃ الایفاء منك منصب

فارسی شاعری | فارسی شعروادب میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خداداد ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اس بارے میں کہا کرتے تھے۔ کہ زیب النسا۔ جو اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھی۔ تمام وجہ علوم وفنون حتیٰ کہ تصوف ومعقول میں بھی آپ کو کافی درک تھا۔ شعروشاعری میں تمام درباری شعراء پر آپ کو فوقیت حاصل تھی۔ ایک دفعہ اس نے ایک غزل لکھی۔ اس کے آخر میں تعلی آمیز انداز سے کہا تھا۔ کہ کوئی شاعر اس جیسی غزل لکھے تو میں اس کے ساتھ شادی کرلوں گی۔ اس وقت درباری شعراء میں ناصر علی نامی شاعر نہایت ہی بذلہ سنج اور نکتہ رس تھا۔ اس نے اس کے مقابلہ میں غزل لکھی۔ اور آخر میں یہ کہا کہ میری شادی زیب النساء کے ساتھ ہوگئی۔ اس پر زیب النساء کو بہت غصہ آیا۔ اور ناصر علی کو برا بھلا کہا۔ اس وقت وہ دونوں غزلیں آپ نے سنائیں اور ان کے ساتھ اسی بحر اور ردیف وقافیہ میں اپنی غزل کہی۔ جو یقیناً ان دونوں غزلوں کے ہم پلہ تھی۔ افسوس کہ ان تینوں غزلوں میں ایک بھی شعر حافظہ میں محفوظ نہیں۔ ورنہ اس تمثیلی مشاعرہ سے محظوظ ہوتے۔

قیام دارالعلوم دیوبند کے دوران حضرت مدنی رحمہ اللہ (غالباً) کے صاحبزادے کی وفات پر مرثیہ لکھا تھا۔ جس میں فارسی کے قدیم اساتذہ مثلاً فردوسی۔ نظامی۔ خاقانی۔ قاآنی۔ خسرو اور سعدی کا رنگ نمایاں نظر آرہا تھا۔ میرے والد حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب قدس سرہ صدرالمدرسین دارالعلوم حقانیہ جن کا فارسی ذوق نہایت بلند اور مثنوی مولانائے روم کے عظیم الشان شارح وترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ فارسی شاعری میں خصوصاً مرثیہ لکھنے میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ نے اس مرثیہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ مرثیہ فارسی ادب کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ دست برد زمانہ سے وہ مرثیہ بھی محفوظ نہیں رہا۔ البتہ اس کا مقطع لوحِ ذہن پر نقش ہے۔

در تحیّر مانده اند عالم به توعید الوحید
کز ثریٰ آوازِ مدحت تا ثریا مے رود

اپنے ایک دوست کو حج پر یوں مبارک دی ہے۔

صد مبارک باد و رحمت از درِ معبود باد — بر شمایان لعنت وی بر تن مردود باد
باد مقبول حج تو با دیگراں محمد صدیق — فضل او بر تو ہمیشہ ثابت وموجود باد
ہست فیضانش بتو از حد زیادہ بار فیق — زینکہ دادہ علم تو را بر سرت این جود باد

فهو لاحق به وهذا شانه — وجليل شان خير شان جليل

الهجاء

لمن شفتاه اغلظ كل غلظٍ — تحيه لعنةٍ منى دواما

وسعة باب فمك اخت نار — كانك جامع فيها اللئاما

فلعنة ربنا اعداد رملٍ — على من مزّج الخير الحراما

وصفرة لون جلدك عين عارٍ — لعل ببطنك المرض الجزاما

ومن عينيك يقطر دمع جرحٍ — وانت تعاذل الناس الكراما

ويزدحم الرياح لديك عشقاً — ومنك يفوح نتن ذا الى ما

منظوم خط۔ اپنے ساتھی مولانا فضل باری قاسمی کے نام منظوم خط

لقد ارسلت مكتوب الوداد — الىّ لحسنٍ فضلك فضل هادى

سوى الالفاظ ما عندى بشئٍ — رفيقى مورثٍ شكر الجهاد

فان المرء مشكور بخير — كما ان ليس ذالك بالعناد

لامرٍ اىّ امرٍ كان وقت — تميز به الخليقة عن سداد

واحسان علىّ لكل مرءٍ — عظيمٌ۔ ينتهى ثغر الشداد

فهذا من وحيد نظم نثرٍ — يحاضر نيك فاقبل بالوداد

مولانا سید تقویم الحق حلیمی نے آپ کو یہ قطعہ لکھا ساتھ ہی آپ کی طرف سے جواب ملاحظہ ہو۔

يقول اناس ليلة القدر ذاوذا — فقلت وما فى تفوهت من نكر

اذا نال قلب مقلق غاية المنى — وارضاه حب ذالكم ليلة القدر

لقائى مع المحبوب فى الليل ايّة — اما ذالك الليل لى ليلة القدر

فمن قال ان ليلة القدر مبهم — لعل له وصلةً غبرة الدهر

ذهبت بنا اليوم الذى لى مذهب — من غير حولك نحير ما هو مطلب

حدثان رجعة رغبة النفس التى — من شانها ان تستقر وتذهب

لمسيرتى فوراً لفرطٍ ضرورةٍ — ولقاء عرضك مالدىّ لا طيب

فوربنا ثبتت صبابة نيله — ولنحو هذا النيل فى الاحلب

ایگل
ایک عالمگیر
قلم
EAGLE
خوشخط
رواں اور
دیرپا۔
اسٹیل
کے
سفید
اریڈیم ٹپڈ
نب کے
ساتھ
ہر
جگہ
دستیاب
EAGLE IRIDIUM
آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی لمیٹڈ
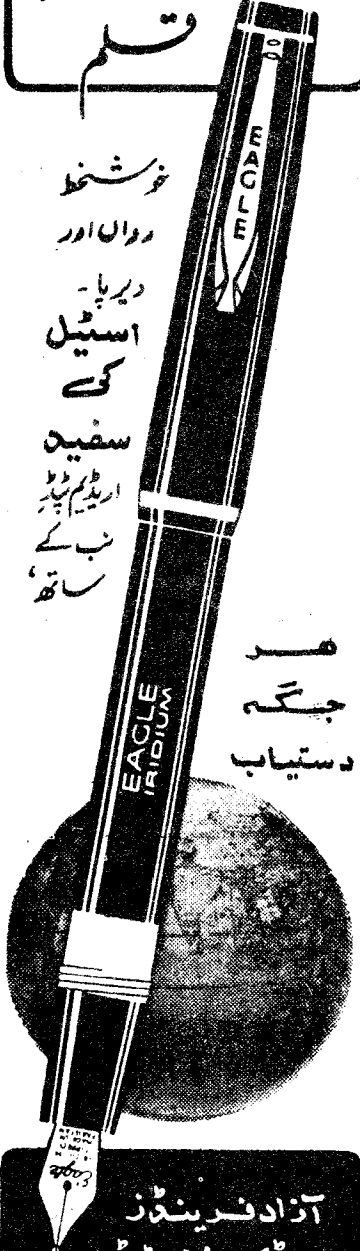
کنول لنن، صنم پاپلین
بے نظیر پاپلین
کہکشاں پرنٹس
سنگم بوسکی
مایہ ناز پاپلین
کمانڈر پاپلین
پریذیڈنٹ لان
جمال ۳۰۰ پاپلین
جمال ۵۰۰ لان
۲۔ڈبل ٹیکسٹر
مرسرائزڈ پاپلین
پول کا رڈ
سوٹنگ
دلکش
دلنشیں
دلفریب
حسین
کے
پارچہ جات
حسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا
مرد دونوں کے ملبوسات کیلئے
موزوں۔ حسین کے پارچہ جات
شہر کی ہر بڑی دکان پر
دستیاب ہیں۔
HUSEIN
FABRICS
خوش پوشی کے پیش رو
حسین ٹیکسٹائل ملز
حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن

SOHRAB
پاکستان کا
نمبر
1
بائیسکل
سہراب

مجھ کو ستا رہی ہے الٰہی وطن کی یاد　　یا رب کرم کرم مجھے تبدیل کیجئے
ساکن جو ہو وحید تو مسکن ہو کوئی دور　　بستی کی مسافت کو کچھ قلیل کیجئے

پشتو شاعری | پشتو آپ کی مادری زبان ہے۔ اس میں آپ نے کافی شاعری کی ہے۔ حمد و نعت کے بہترین نمونے غزلیات، نظمیں، قطعات اور نصائح غرض ہر صنف کو آزمایا ہے۔ یہاں پر طوالت کے خوف سے صرف ایک مرثیہ جو کسی عالم کی وفات پر لکھا تھا درج کیا جاتا ہے۔

خنجر د ھجر بنخ مِ شو پہ سر د جگر نن　　مُخبر چہ د عالِم د مرگ پہ مونږ کہ خبر نن
عالِم حُسن اخلاق و و خوش خلقہ خوش مذاق دو　　راغب د قضا لورتہ کڑو قضا او قدر نن
مشتاق وو دے بقاتہ د خدائے رسول لقاتہ　　اسان پر مہربانہ کڑے دا او زد سفر نن
حاجتِ روا خدایہ مطلوب ئے کڑترحا بہ　　شا دان ئے کڑ مرقد کنبر د جنت پہ ثمر نن
طالب متعلم دے مضطر ...کلمہ د ...　　سائل دے عبد ... د قدس پہ در نن ❖

ڈر نہیں لگتا ہے کیوں طغیانِ استبداد سے ۔۔۔ نخوتِ فرعون ہوتی ہے فنا تنویر میں
کفر کے گردن کو کاٹو تیغِ الا اللہ سے ۔۔۔ ڈال دو روحِ مسلمانی تنِ تکبیر میں
بت شکن محمود کی تاریخ دہراؤ ذرا ۔۔۔ از سرِ نو ملک کی کوشش کرو تعمیر میں
الغرض اسلاف کا بن جاؤ رودادِ عمل ۔۔۔ کفر کی دنیا رہے گی بس تری تسخیر میں

بیٹھ کر رہنے سے حاصل مولوی عبدالوحید
کچھ نہیں ہے کچھ نہیں چل مشہد کشمیر میں

ترانہ

یہ ترانہ اس وقت لکھا تھا جب پاکستان کے لئے ترانہ ملّی کا اعلان ہوا۔

دنیا میں سب سے برتر ۔۔۔ ہو نشانِ پاکستان ۔۔۔ کیا شانِ پاکستان
ہو نظم ملک و ملت ۔۔۔ ہر فرد کی جبلّت ۔۔۔ عزم و یقیں کی قلّت
ہو دور ایسی ذلت ۔۔۔ زینِ زمین بن کر ۔۔۔ رہے آنِ پاکستان
کیا شانِ پاکستان

پرچم ہلال والا ۔۔۔ انجم جمال والا ۔۔۔ پر سبز شال والا
حشمت جلال والا ۔۔۔ سایہ ہمارے سر پر ۔۔۔ ہو یہ جانِ پاکستان
کیا شانِ پاکستان

ضبط و یقیں ہو محکم ۔۔۔ پیہم عمل نہ ہو کم ۔۔۔ پیماں ہے یہ محکم
داور کا جو ہے احکم ۔۔۔ مومن جو ہو تو سرور ۔۔۔ ہے جوانِ پاکستان
کیا شانِ پاکستان

نظم

مال کی ہے کیا حقیقت اک قسم کا میل ہے ۔۔۔ یا ابابیل ہنر کے سامنے اصحابِ فیل
ربِ اعلیٰ کہہ دیا تھا کیا غلط فرعون نے ۔۔۔ مل گئی جس کو سزا اس کو یہاں غرقابِ نیل
مست مے خانہ ہو یا ہو معبد و ویرانہ میں ۔۔۔ یک بیک مرنا ہے سب کو پھاڑ کر جلبابِ ڈھیل
کیا سکونِ قلب ہو تجھ کو وحید اس دور میں ۔۔۔ زندگی تو ہے فقط اک گردشِ گرداب جھیل

منظوم خط

ایک دوست کو تبدیلی کے لئے یہ منظوم خط لکھا۔

لبھائیے وہاں اب ذرا تعجیل کیجئے ۔۔۔ مجمل سی داستان کی تفصیل کیجئے
اے رازہائے سینۂ آزردہ سے خبر ۔۔۔ اک مشکلِ درپیش کی تسہیل کیجئے
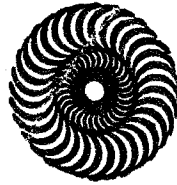
کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی

اسامیاں خالی ہیں

کیپٹل ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کو مندرجہ اسامیوں جو کہ عارضی ہیں لیکن ان کے غیر معینہ عرصے تک جاری رہنے کا امکان ہے کو پُر کرنے کے لئے پاکستانی قومیت کے حامل موزوں امیدواروں سے درخواستیں مطلوب ہیں اسامیوں کے لئے کم از کم مطلوبہ قابلیت اور تجربہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ ای سی جی ٹیکنیشن — میٹرک معہ ایک سال کا تجربہ بطور ای سی جی ٹیکنیشن کسی منظور شدہ ہسپتال
بی پی ایس - ۹ — یا ادارے کا
(۶۲۹ - ۲۹ - ۱۲۰۰ روپے)

۲۔ سرویئر — میٹرک مع انجنیئرنگ کی کسی برانچ میں تین سالہ ڈپلومہ کورس کسی منظور شدہ
بی پی ایس - ۹ — ادارے سے
(۶۲۹ - ۲۹ - ۱۲۰۰ روپے)

۳۔ ڈسپنسر — میٹرک مع ڈسپنسنگ میں ڈپلومہ اور ڈسپنسنگ جاب میں کم از کم
i) بی پی ایس-۶ (۵۴۰ - ۲۰ - ۹۴۰ روپے) — تین سال کا تجربہ رکھتا ہو۔
ii) بی پی ایس-۸ (۵۹۰ - ۲۶ - ۱۱۰۰ روپے)

۲۔ امیدواران مندرجہ ذیل اضافی سہولیات کے مستحق ہوں گے۔

<u>اکاموڈیشن</u> — مشاہرہ کا ۵٪ کے حساب سے بشرط دستیابی - یا ہاؤس رینٹ الاؤنس تحت قواعد
<u>میڈیکل</u> — مفت طبی علاج معالجہ برائے خود و اہل خانہ بمطابق مروجہ قواعد
جی پی فنڈ: — سی ڈی اے رولز کے تحت مروجہ کے مطابق سی ڈی اے پنشن ریگولیشنز ۱۹۸۱ء
iv) <u>پنشن/گریجویٹی</u> — کے تحت مروجہ کے مطابق۔

۳۔ عمر ۳۵ سال سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔ حقیقی معنوں میں مستحق صورتوں میں بہ شرط نرم کی جا سکتی ہے۔

درخواست فارم (باقاعدہ طور پر مکمل شدہ) زیر دستخطی کو ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء تک پہنچنے چاہئیں درخواست فارم ڈرائنگ اینڈ ڈسبرسنگ آفیسر ( ) سی ڈی اے سے ۵۰/۱ روپے فی فارم کی ادائیگی پر حاصل کئے جا سکتے ہیں ایسے امیدواران جو کہ راولپنڈی/اسلام آباد کے علاوہ دیگر مقامات پر رہائش پذیر ہیں وہ مبلغ ۳/- روپے فی فارم بذریعہ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر ڈی ڈی او (سیکریٹریٹ) سی ڈی اے کو ارسال کر سکتے ہیں جس کی وصولی پر انہیں درخواست فارم ارسال کر دئے جائیں گے۔ زیر ملازمت امیدوار اپنی درخواست محکمانہ توسط سے ارسال کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) راجہ محمد افضل خان، ڈائریکٹر پرسونیل فون ۲۳۱۲۳

پی آئی ڈی (اسلام آباد) ۱۲۷۵/۱

حافظ محمد ابراہیم فانیؔ مدرس
دارالعلوم حقانیہ

ناظم دارالعلوم حقانیہ مولانا سلطان محمود صاحب مرحوم کی وفات پر

حیف کس کی موت پر نوحہ کناں دارالعلوم
یاس وغم درد و الم کا ہے نشاں دارالعلوم

گریہ زن باخونِ دِل ہے آہ شیخِ وقت[۱] خود
جن کے فضل وعلم سے ہے دُرفشاں دارالعلوم

شیخ نے جن کو چنا تھا بہرِ تنظیم امور!
اس کی فرقت پر ہے اب ماتم کناں دارالعلوم

ان کا دستِ راست وہ ثقہ معاون چل بسا
جن کی محنت سے بنا مثلِ جناں دارالعلوم

انتظام وضبط میں تھا بے بدل یکتائے وقت
اس کے دم خم سے رہا رشکِ جہاں دارالعلوم

زندگی کی وقف اپنی بہرِ شیخ و مدرسہ
بعد از مردن بنا ان کا مکان[۲] دارالعلوم

فانیؔ بیچارہ ہو خلدِ بریں اس کا مقام
قائم و دائم رہے یہ گلستاں دارالعلوم

---

[۱] شیخ الحدیث حضرت الاستاذ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ

[۲] دارالعلوم کے شعبہ حفظ کے سامنے ان کا مزار ہے۔
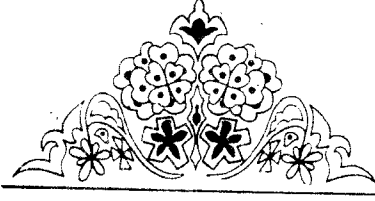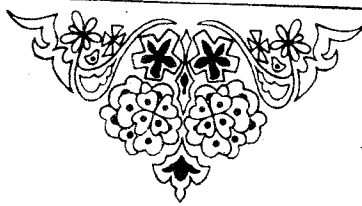
TELEGRAMS : PAKTOBAC AKORA KHATTAK

TELEPHONES : NOWSHERA 498 & 599

PAKISTAN TOBACCO COMPANY. LIMITED

AKORA KHATTAK FACTORY P. O. NOWSHERA
(N. W. F. P.—PAKISTAN)

مجلسِ شوریٰ (وفاقی کونسل) میں پیش کردہ قومی و ملّی مسائل!

مولانا سمیع الحق نے مجلس شوریٰ کے دسویں اجلاس بجٹ سیشن جولائی ۸۴ء میں تحاریک التواء سوالات اور قرار دادوں کی شکل میں کئی اہم قومی و ملّی مسائل پر حکومت کو توجہ دلانی چاہی اور نوٹس دئے جن میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ فلم قصص القرآن کی نمائش میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس شوریٰ کا حالیہ اجلاس قومی، دینی اور فوری نوعیت کے حسب ذیل معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے ملتوی کیا جائے۔

٦ اور ٧ جون کی درمیانی شب جمعہ کو پاکستان ٹیلی ویژن نے قصص القرآن کے نام سے ایک فلم کی نمائش کی۔ اور آیندہ بھی اس سلسلہ کو جاری رکھنے کا اعلان کیا۔ اس سے قرآن کریم کی صریح بے ادبی ہوئی انبیاء کرام اور ان کے صحابہ عظام اور انبیاء کے دور کے واقعات کو فلمانے اور نمائش کرانے کے مسلمان کسی دور میں بھی روادار نہیں ہوتے نہ کسی غیر مسلم قوموں کی ایسی حرکت بھی برداشت کی گئی ہے اس ڈرامہ کے واقعات میں اسرائیلی روایات سے رنگ بھر کر قرآنی قصے کا نام دیا گیا جب کہ کسی قرآنی واقعے کو اصل شکل میں ڈراموں کی صورت میں پیش کرنا بھی قرآن کریم کی سنگین بے ادبی ہے۔ اس فلم کی نمائش سے ملک کے کروڑوں مسلمان بالخصوص علماء کرام کے جذبات شدید مجروح ہوئے۔ اس لئے اس صورت حال پر بحث کی جائے۔

۲۔ شناختی کارڈ پر خواتین کی تصاویر میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس شوریٰ کا حالیہ اجلاس ملتوی کرکے ذیل کا قومی و فوری نوعیت کا معاملہ زیر غور لایا جائے۔

اخبارات میں خبر آئی ہے کہ حکومت نے قومی شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا لازمی قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں نیشنل رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ١٩٧٣ء میں باقاعدہ ترمیم کر دی گئی ہے اور وفاقی وزارت داخلہ نے ایک نوٹیفکیشن بھی جاری کیا ہے اور ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ خواتین کے شناختی کارڈوں

کے فارم ان کی تصویروں کے بغیر وصول نہ کئے جائیں
معلوم ہوا ہے کہ اس فیصلے کے تحت ملک بھر کے رجسٹریشن
کاؤنٹروں پر تصویروں کے بغیر جمع کئے گئے شناختی کارڈ
کے فارم واپس کئے جا رہے ہیں۔

چونکہ اس خبر اور ان اقدامات سے ملک کے
کروڑوں مسلمان بے چین ہیں جو عورتوں کی تصاویر
چسپاں کرانے کو اسلامی حمیت اور معاشرتی اقدار کے
خلاف سمجھتے ہیں اس لئے اس معاملہ کو زیر بحث لایا جائے۔

۳۔ مسلم کش فسادات | میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ
مجلس شوریٰ کا حالیہ اجلاس ملتوی کر کے حالیہ قومی و
ملی نوعیت کے حسب ذیل واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔

ہندوستان کے موضع بھیونڈی بمبئی میں حالیہ
مسلم کش فسادات سے سینکڑوں مسلمان ہلاک اور
ہزاروں تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ جب کہ بھارت کی
نام نہاد سیکولر حکومت مسلم اقلیت کے تحفظ میں ناکام
ہو چکی ہے۔ بلکہ جان بوجھ کر مسلمانوں کی نسل کشی کی
جا رہی ہے۔ اس لئے اس واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔

۴۔ سکھوں پر لشکر کشی اور بھارت | میں تحریک
پیش کرتا ہوں کہ مجلس شوریٰ کا حالیہ اجلاس ملتوی
کر کے قومی نوعیت کے حسب ذیل واقعات کو زیر بحث
لایا جائے۔

بھارت کے سکھوں کے خلاف حالیہ اقدامات
سکھوں کے مذہبی عبادت خانہ پر فوج کشی اور ہزاروں
سکھوں کی ہلاکت جہاں ایک سنگین انسانی مسئلہ ہے
اور سکھ اقلیت کے جان و مال کو نہایت بے دردی
سے نشانہ ظلم و ستم بنایا گیا ہے۔ وہاں ہی ایک پڑوسی
قوم اور علاقہ کی وجہ سے پاکستان پر ان واقعات کے
طرح طرح کے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ اس لئے
اجلاس اس معاملہ کو زیر بحث لائے۔

۶۔ قادیانی آرڈیننس پر قرارداد تہنیت | مجلس
شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت پاکستان کے اس حالیہ
اقدام کی زبردست تحسین کرتا ہے جو اس نے قادیانیوں
کے قانونی حیثیت متعین کرانے کے لئے قادیانیوں کے
بارہ میں آرڈیننس جاری کرنے کی شکل میں کیا ہے اس
اقدام پر پوری مسلمان قوم حکومت کے ساتھ ہے اور
یہ اجلاس ان مرزائیت نواز عناصر کی مذمت کرتا ہے
جنہوں نے بعض سیاسی مفادات حاصل کرنے کی خاطر
اس مومنانہ آرڈیننس کی وقعت کم کرانے کی سعی کی اور
اپنی مرزائیت نوازی سے ملک کے کروڑوں مسلمانوں کے
دل آزاری کا سبب بنے۔

۵۔ بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ | میں تحریک پیش کرتا
ہوں کہ مجلس شوریٰ کا حالیہ اجلاس قومی اور ملکی نوعیت
کے تازہ واقعہ پر بحث کے لئے ملتوی کیا جائے۔ ملک بھر
بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور گیس کی کمی، اور انقطاع سے
ملک کے معاشی صنعتی اور معاشرتی زندگی درہم برہم ہو کر رہ
گئی ہے اور اس کے نتیجہ میں آگے چل کر طرح طرح کی
کی مشکلات اور بحران اٹھنے کا اندیشہ ہے اس لئے مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر بحث کرے۔

MATTRESSES CUSHIONS
AND PILLOWS
آرائش
زیبائش
حُسن انتخاب
مشہور زمانہ
یونی فوم
UNI
FOAM
جدید ترین آٹومیٹک پلانٹ پر تیار کردہ
Stockist:
Yusaf Sons
Babu Bazar, Rawalpindi Saddar Phone: 66754-66833-66933
تیار کردہ
یونائیٹڈ فوم انڈسٹریز لمیٹڈ
سولھواں کلومیٹر ملتان روڈ لاہور فون نمبر ۴۳۱۳۴۱، ۴۳۱۵۵۱
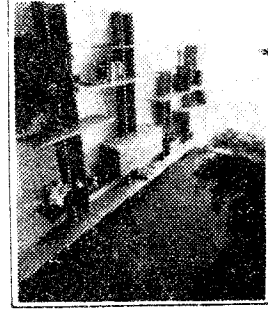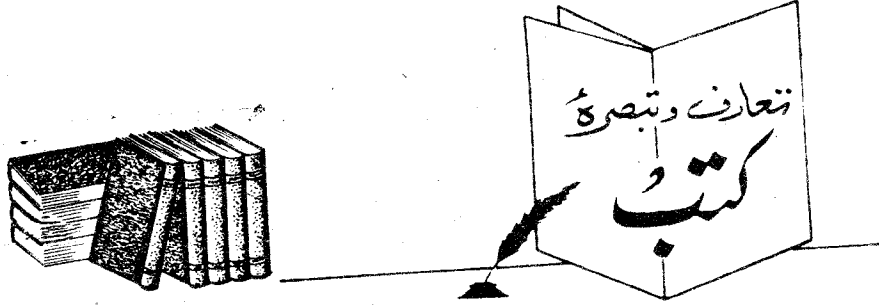
شرح مقدمہ الصحیح للمسلم | از مفتی نظام الدین شامزئی۔ پتہ۔ شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

جامعہ فاروقیہ کراچی، مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے اہتمام میں بہت جلد ترقی کر کے معیاری جامعات اور بڑے دینی مدارس میں شمار ہونے لگا ہے۔ اور اب شعبہ تصنیف وتالیف کا اجراء ایک خوش آئند اور مبارک اقدام ہے ٹھوس تحقیقی اور علمی کتابیں اس شعبہ کا اشاعتی نقش اول ہیں ظہور مہدی سے متعلق مفتی نظام الدین صاحب کا تفصیلی مقالہ علمی حلقوں سے زبردست خراج تحسین وصول کر چکا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب بھی ان ہی کی محنت اور رشحات قلم کا نتیجہ ہے جو صحیح مسلم کے مقدمہ کی اردو شرح ہے جس میں اصطلاحات حدیث کو بیان کرنے میں عام فہم سادہ اور سلیس زبان استعمال کی گئی ہے۔ اصول حدیث کے بنیادی مباحث مقدمہ صحیح مسلم کے رجال متکلم فیہ پر تفصیلی بحث مسئلہ معنعن کی جامع اور حسین تعبیر، پیچیدہ عبارتوں کی بامحاورہ اور معنی خیز وضاحت کے علاوہ ہر بحث سے متعلقہ حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے جو طلبہ دورۂ حدیث، اساتذہ حدیث اور علم حدیث سے تعلق رکھنے والے عام طبقہ کے لئے یکساں طور مفید ہے۔ (ع ق ح)

پاکستان سٹیٹ آئل ریویو | خصوصی سیرت نمبر — نگران جناب سعید ابراہیم صاحب ایم ڈی پی ایس او صفحات ۲۴۴ - پتہ پاکستان سٹیٹ آئل کمپنی داؤد سنٹر کراچی۔

اشاعت اور لٹریچر کے اس دور میں ناول افسانے، کہانیاں، ماہنامے، ہفت روزے، روزنامے عمدہ طباعت اور حسین ادبی زبان میں خرافات، فحش ہزلیات، جنسی انار کی اور تخریب اخلاق کے علمبردار بن چکے ہیں۔ ایسے حالات میں اسلامی شعور اور دینی درد رکھنے والے اہل قلم، اہل استطاعت افراد اور اداروں کی ذمہ داری پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ پاکستان سٹیٹ آئل ریویو اپنے مینجنگ ڈائرکٹر کے خصوصی شغف اور توجہ کی بنا پر خصوصی سیرت نمبر اعلیٰ کاغذ اور عمدہ طباعت کے ساتھ شائع کر کے اپنی ذمہ داری کو احسن وجوہ سے نبھا رہا ہے۔ مغربیت اور لادینی نظریات کے سیلاب کا توڑ اسوۂ رسول اکرم ؐ اور تعلیمات نبوی کی اشاعت ہے۔

کیپٹل ڈیویلپمنٹ اتھارٹی (پروکیورمنٹ ڈائریکٹوریٹ)

ٹینڈر نوٹس

نمبر سی ڈی اے/ڈی پی :- ۶۰۰۸/ڈی ایم ایس/پی- II

معاہدہ سویڈن ٹی سی پی/سکیب کموڈیٹی ایکسچینج آف اوجی کی اساس پر سنٹرل سیریلائزیشن ایکوپمنٹ کی فراہمی کے لئے سربمہر ٹنڈر مطلوب ہیں۔ ٹنڈر دستاویزات بعوض قیمت مبلغ ۵۰۰/۰ روپے فی سیٹ/ ناقابل واپسی، انڈر ڈائریکٹوریٹ آف پروکیورمنٹ بلاک نمبر پی ۵ ستارہ مارکیٹ رمنا ۷۔ اسلام آباد یا رابطہ آفس سی ڈی اے کراچی روم نمبر ۱ فورتھ فلور ایم اے جناح/عبداللہ ہارون روڈ کراچی سے حاصل کر سکتے ہیں۔

ٹنڈر مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء بوقت ۱۱ بجے دن تک وصول کئے جائیں گے۔

ٹنڈر سی ڈی اے/ڈی پی ۱۰ میں دی گئی ہدایات کے مطابق ہونے چاہئیں جو کہ دفتر زیر دستخطی یا رابطہ آفس میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

دستخط:- کرنل ایم اے ملک (ریٹائرڈ)

ڈائریکٹر پروکیورمنٹ

سی ڈی اے اسلام آباد

فون نمبر ۸۲۳۴۵۴

PID (I) 1146/1

اکفار الملحدین — از امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ۔ ناشر۔ دار الکتب العلمیہ اکوڑہ خٹک پشاور (قیمت ۳۰ روپے) ختم نبوت، اہل اسلام کا اجماعی واساسی اور طے شدہ مسئلہ وعقیدہ ہے۔ آغاز انسانیت سے لے کر آج تک اس پر ہمیشہ اتفاق رہا ہے جس میں ادنیٰ تحویل وتحریف اور معمولی سی ہیر پھیر گمراہی وزندیقی بلکہ سراسر کفر ہے۔

مرزا غلام احمد القادیانی المتنبی نے برطانوی سامراج کے اشارہ سے اپنی مستقل نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کو منوانے کی غرض سے تبلیغ اسلام کے بلند وبانگ دعووں کے پردے میں حج وجہاد کی منسوخیت کا اعلان کر کے قطعی امور دین کا انکار شروع کر دیا۔ چونکہ اس کی پشت پر حکومت تھی اس لئے تحریر ولٹریچر کے ذریعہ یہ فتنہ جڑ پکڑتا رہا جب بھی دین اسلام پر کوئی نازک وقت آتا ہے۔ عادت اللہ یہی ہے کہ اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اس وقت کی عظیم شخصیت سے کام لیتے ہیں۔

لہٰذا محدث عصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ جیسی نادرہ روزگار ہستی جو محدث بھی تھے، فقیہہ بھی، متکلم اصولی اور مورخ بھی جن کی ساری زندگی علوم کی اشاعت، علوم کی تحقیق وعقدہ کشائی میں گذری۔ خدائی فیصلوں میں مرزائیت کا قلع قمع کرنے کی سعادت وانتخاب حضرت شاہ صاحب کے حق میں ہو چکا تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے قدماء ومتاخرین فقہاء متکلمین اور محدثین ومفسرین کے علمی ذخیروں وکارناموں میں۔ غواصی اور تفحص وتجسس کر کے نادر ترین اور ٹھوس علمی دلائل امت کے سامنے رکھ دئے۔

مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور احناف کے کتب سے نوادر نقول (اقتباسات) پورے استقصا کے ساتھ جمع کر کے یہ ثابت کر دیا کہ تمام امت محمدیہ کا ختم نبوت کا متفقہ فیصلہ ہے۔ اور اب اس میں کسی قسم کی حرف گیری اور شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

محدث عصر علامہ محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں:۔

اس گوناگون اور نت نئے فتنوں کے دور میں، کہیں مرزائیت کا فتنہ ہے تو کہیں خاکساریت کا اور کہیں پرویزیت کا فتنہ ہے۔ تو کہیں فضل الرحمٰن کی مستشرقانہ تحقیقات کا، اگر ایسی محققانہ اور جامع کتاب نہ ہوتی تو آج کمزور ایمان کا مسئلہ شدید بحران اور پورے اشتباہ میں پڑا ہوتا۔ اور امت کے ذمہ یہ فرض کفایہ یوں ہی رہ جاتا لیکن الحمد للہ علیٰ احسانہ یہ مسئلہ (اکفار الملحدین) سے اتنا واضح ہو گیا ہے کہ اب کسی کے لئے کوئی شک وشبہ اور عذر باقی نہیں رہا مکتبہ دار الکتب العلمیہ کا السیف المصیب کے بعد یہ دوسرا اشاعتی کارنامہ حضرت شاہ صاحبؒ کے اس عظیم لاجواب شاہکار کی اصل عربی اشاعت ہے۔ جو ہر لحاظ سے معیاری اور خوب ہے۔ علمی ومذہبی حلقوں سے حوصلہ افزائی اور پذیرائی کی خوب توقع ہے ::::::::

پیش نظر رسالہ میں مضامین ایک حسین گلدستہ ہے جو گلشن رسولؐ کے پُربہار پھولوں سے ترتیب دیا گیا ہے
یہ ہدیہ تبریک کی مستحق ہے کہ اس نوع کے خصوصی نمبرات سے نوجوان نسل اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ بآسانی استفادہ P.S.O
کر سکتا ہے۔　(ع ق ح)

تاریخ فقہاء | از مولانا عبدالبر محمد قاسم صاحب۔ پتہ: مکتبہ قاسمیہ ملتان

قرآن و حدیث سے احکام کے استنباط اور مسائل کے استخراج کو فقہ کہتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اس دولت
سے نوازا ہے۔ وہ فقیہہ کہلاتے ہیں۔ جس طرح تدوین فقہ کے مختلف ادوار ہیں اس طرح حضرات فقہا کے بھی
مختلف طبقات ہیں۔ ہمارے اسلاف نے ہر دور میں علم فقہ کی طرح تاریخی اعتبار سے فقہائے عظام کی سوانح
ان کی تاریخ علمی کارنامے اور کارہائے نمایاں کی بھی حفاظت کی ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اردو زبان میں حدائق الحنفیہ
کے بعد اس سلسلہ کی دوسری اہم کڑی ہے جس میں چودہ صدیوں کے ۹۴۰ فقہا احناف کے حالات کو
اختصاراً مگر جامع انداز میں مرتب کرنے کا منصوبہ ہے۔ زیر تبصرہ اس سلسلہ کی جلد اول ہے جو تین صدیوں کے
فقہائے عظام کے حالات پر مشتمل ہے۔ جو طالبانِ علم فقہ، اور علمی و تاریخی ذوق رکھنے والے احباب کے لئے
ایک نادر علمی تحفہ ہے۔ کتاب کے ابتدا میں حقیقت علم فقہ اور نقشِ حیات امام اعظم کا مفید اضافہ ہے (ع ق ح)

نقد و تبصرہ بر کنز الایمان و خزائن العرفان | از مولانا سید حامد میاں صاحب

پتہ:- مدرسہ تجوید القرآن۔ خانو خیل ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان۔

کنز الایمان بریلی کے مولانا احمد رضا خان صاحب، کا ترجمۂ قرآن ہے اور خزائن العرفان سید نعیم الدین
مراد آبادی کی تفسیر ہے۔ نقد و تبصرہ میں دونوں کا علمی تجزیہ کیا گیا ہے۔ گرفت مضبوط، انداز تحریر سادہ سلیس
اور عام فہم ہے۔ اس سے قبل بھی دونوں سے متعلق کثرت سے متبحر علماء عصر کے تبصرے، تجزیئے اور بحث و
تنقید شائع ہوتی رہی۔ جس کے نتیجہ میں متحدہ عرب امارات۔ قطر، بحرین۔ کویت اور دیگر عرب ممالک کے
علاوہ سعودی عرب نے بھی اپنے ملک میں کنز الایمان کو باہر سے منگوانے اور مطالعہ میں رکھنے پر پابندی لگا دی
ہے۔ بدقسمتی سے صرف پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں قرآن و حدیث کی ہر نوع کی تحریف و تکذیب چھپ
سکتی ہے۔ اچھا ہوا کہ مولانا عطاء الرحمٰن صاحب رحمانی نے مذکورہ ادارہ کی طرف سے اس رسالہ کو شائع کر
کے عام لکھے پڑھے طبقہ کو بھی مذکورہ ترجمہ و تفسیر کی اصل حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے۔　(ع ق ح)

شفیق فاروقی
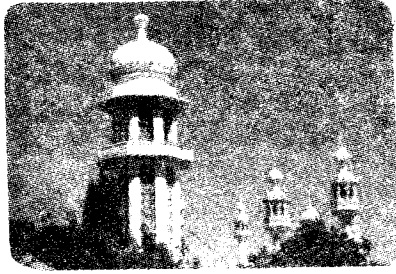
مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ کا بجٹ اجلاس

دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس آج یہاں دارالعلوم کے لائبریری ہال میں زیر صدارت حضرت مولانا قاری سعیدالرحمان صاحب راولپنڈی منعقد ہوا جس میں ملک کے دور دراز حصوں سے دارالعلوم کے ارکان نے شرکت کی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ کے ضعف کی وجہ سے حسب سابق مولانا سمیع الحق صاحب نے بجٹ پیش کیا جس میں دارالعلوم کے تمام شعبوں کی کارگذاری اور آمد و خرچ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی تھی۔ مولانا سمیع الحق نے سال رواں کے اخراجات کے لئے ۱۵ لاکھ چھیاسی ہزار سات سو تیس روپے کا میزانیہ پیش کیا (جو الگ صفحہ پر منسلک ہے) انہوں نے کہا کہ سال گذشتہ دارالعلوم کی مختلف مدات پر دس لاکھ ۱۲ ہزار پانچ سو انتیس روپے پچاس پیسے خرچ ہوئے بجٹ اجلاس میں ارکان نے دارالعلوم کی ترقیاتی سکیموں پر کھل کر اظہار خیال کیا۔ دارالعلوم کے مثالی اور متوازن بجٹ کو سراہا۔ اجلاس نے ملک و ملت کے بعض مشاہیر علم و فضل دارالعلوم کے بعض اساتذہ و ارکان اور ناظم مولانا سلطان محمود کی وفات پر اظہار تعزیت کیا۔

اجلاس کے آغاز میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے علوم دین کی اشاعت اور مدارس عربیہ کی اہمیت پر بصیرت افروز خطاب فرمایا اور دارالعلوم کے تمام اراکین و معاونین کے لئے دعا کی گئی۔

★ الحمدللہ کہ اس بار عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر شیخ الحدیث مدظلہ کی صحت بہتر تھی حسب معمول اکوڑہ و ملحقات سے آنیوالے سینکڑوں مخلصین حاضرین کے ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب فرمایا اور عید کے موقعہ پر کثرت سے آنیوالے عقیدت مندوں اور اغنیاء سے مصافحہ و ملاقات کرتے رہے

★ جناب مدیر الحق مولانا سمیع الحق صاحب کی مورخہ ۲۹ اگست ۸۴ کو سفر حج پر روانگی ہوئی دارالعلوم کی مسجد میں اساتذہ و طلباء اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ ۲۲ ستمبر کو طلبہ و اساتذہ اور مخلصین کے انتظار کے باوجود پیشگی اطلاع کئے بغیر اچانک نماز مغرب کے بعد واپسی ہوئی۔ آپ اپنی بیمار اور ضعیف والدہ ماجدہ کی طرف سے حج بدل پر گئے تھے۔

★ ۱۰ ستمبر۔ دارالعلوم کے قدیم معاون و محسن اور مجلس شوریٰ کے رکن مولانا مسرت شاہ صاحب کاکاخیل کی اہلیہ محترمہ اور مولانا میاں عصمت شاہ صاحب فاضل حقانیہ وغیرہ کے والد کا انتقال ہوا۔

نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ان کے آبائی گاؤں راحت آباد سرڈھیری پشاور میں پڑھایا۔

مرحومہ کے لئے دعاء مغفرت اور پسماندگان کو صبر کی تلقین کی۔ مولانا انوار الحق بھی آپ کے ہمراہ رہے ۔

پاکستان آرمی میں

جونیئر کمیشنڈ آفیسر خطیبوں
کی ضرورت

پاکستان آرمی میں جونیئر کمیشنڈ خطیبوں کی خالی آسامیوں کو پُر کرنے کیلئے مطلوبہ قابلیت کے حامل حضرات سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

مطلوبہ قابلیت:-

(الف) حکومتِ پاکستان کے منظور شدہ کسی دینی مدرسہ سے درس نظامی میں فراغت کی سند۔

(ب) پاکستان کے کسی بورڈ سے میٹرک یا سیکنڈری اسکول سرٹیفکیٹ۔

(ج) روزمرہ اُمور کے متعلق عربی بول چال میں مہارت اضافی قابلیت تصوّر کی جائیگی۔

عمر:- ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ۲۰ سال سے کم اور ۳۵ سال سے زائد نہ ہو۔

عہدہ یا تنخواہ:-

ملازمت کیلئے منتخب امیدواروں کو نائب خطیب (نائب صوبیدار) کا عہدہ دیا جائیگا، فوجی وردی کی بجائے منظور شدہ شہری لباس ہوگا جو فوج کی طرف سے مفت مہیّا کیا جائیگا۔ فوج کے جونیئر کمیشنڈ افسروں کی طرح ان کیلئے اُوپر والے رینک میں ترقی کی گنجائش ہوگی۔

الاؤنس و دیگر مراعات:-

وہ تمام الاؤنس و مراعات جو فوج کے متقابل جے سی او صاحبان کو حاصل ہیں اُنہیں بھی حاصل ہوں گی مثلاً ذات کیلئے مفت راشن مفت رہائش (جہاں مہیّا ہو ورنہ کوارٹر الاؤنس) اپنے اور بیوی بچوں کیلئے مفت طبّی سہولت، سفر کی مراعات، پنشن، گریجویٹی اور بیمہ کی مراعات وغیرہ وغیرہ۔

ملازمت کی جگہ:- پاکستان میں، یا پاکستان سے باہر کسی جگہ۔

تربیت:- منتخب امیدواروں کو فوجی زندگی سے روشناس کرانے کی خاطر خاص تربیت بھی دی جائے گی۔

طریق انتخاب:-

(الف) مختلف مقامات پر ابتدائی تحریری امتحان (ب) انٹرویو (ج) طبی معائنہ (د) حتمی انتخاب جی ایچ کیو ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ میں ہوگا۔

درخواستیں مجوزہ فارم پر (معہ اصل اسناد کی تصدیق شدہ فوٹوسٹیٹ نقول کے) شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ آئی (جی ٹی اینڈ ای) برانچ، جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی کو ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

درخواستوں کے فارم مذکورہ شعبہ دینی تعلیمات سے مبلغ **ایک روپیہ** ۲۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ لگے ہوئے لفافے بھیج کر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ فارم طلب کرتے وقت اپنی قابلیت اور سند الفراغ کے بارے میں پوری معلومات لکھیں۔

بے لوث خدمت
بے خوف قیادت

پاکستان آرمی

PID(I).Advt:No.1243/10
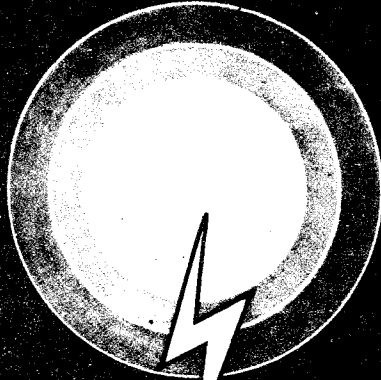
پاکستان
سورج کی شعاعوں کی تسخیر کر رہا ہے
اپنی محنت اور اپنے وسائل پر بھروسہ کرتے ہوئے پاکستانی
سائنسدان اور ماہرین توانائی میں اضافے کے لئے مسلسل
کوشاں ہیں۔ بائیو گیس، بائیو بجلی اور شمسی توانائی کے ذریعہ
ملکی ضرورت پوری کرنے کی برابر کوشش کی جارہی ہے۔
حکومت کے ترقیاتی منصوبوں میں سورج کی شعاعیں تسخیر کرنے
والا جنوب مشرقی ایشیا کا سب سے بڑا سولر پی وی سسٹم
گزشتہ ایک سال سے کامیابی سے کام کر رہا ہے۔
ادارہ وسائل توانائی
وزارت پٹرولیم و قدرتی وسائل حکومت پاکستان
PID-ISL
ORIENT
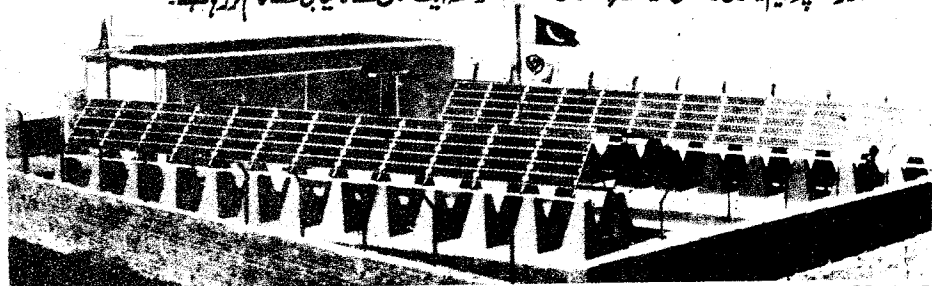
نقشہ میزانیہ دار العلوم حقانیہ

برائے سال رواں ۱۴۰۴ھ و اخراجات سنہ ۱۴۰۳ھ - میزانیہ پندرہ لاکھ چھیاسی ہزار سات سو تیس روپے

مدات	اخراجات ۱۴۰۳ھ				میزانیہ ۱۴۰۴ھ			
مطبخ	۵۶	۹۲۸	۰۴	۳	.	۰۰۰	۵۰	۳
ڈاک	۶۵	۹۱۰	۶		.	۰۰۰	۷	
نقد امداد	.	۴۹۲	۱		.	۰۰۰	۱	
کرایہ مکانات	.	۸۳۸	.		.	۰۰۰	۳۵	
روشنی وفٹنگ	۳۶	۸۰۶	۳۳		.	۵۰۰	۳	
صابن	.	۵۱۶	۱		.	۳۵۰	۱	
اخبارات	.	۴۸۱	۱		.	۰۰۰	۷	
اشاعت	۵۰	۷۹۲	۲		.	۷۰۰	۱	
امتحانات	۶۰	۴۱۶	۱		.	۰۰۰	۴	
باغیچہ					.	۰۰۰	۸	
کتب خرید وجلد بندی	۷۰	۲۲۳	۲۰		.	۰۰۰	۵۰	
سفارت	۹۸	۰۹۳	۴۰		.	۵۰۰	۲	
سٹیشنری	۸۵	۳۰۵	۱		.	۰۰۰	۸۰	۲
تنخواہ معہ الاونس مدرسین وعملہ	۳۸	۸۲۶	۸۲	۲	.	۰۰۰	۷۰	
تعلیم القرآن	۸۹	۵۳۲	۶۹		.	۰۰۰	۱	
〃 واٹر پمپ	-	۵۶۴	۲		.	۰۰۰	۳	
سامان خرید ومرمت	۷۵	۳۴۳	۹		.	۰۰۰	۶	
آب رسانی	.	۹۹۶	۱		.	۰۰۰	۸	
آمد ورفت	۸۵	۵۸۶	۷		.	۰۰۰	۵	
ٹیلیفون	۶۵	۰۱۶	۵		.	۸۰۰	.	
بنک چارج	۸۰	۷۰			.	۵۰۰		
آڈٹ فیس					.	۰۰۰	۱	
وفاق المدارس	۶۵	۵۰۵	۲		.	۰۰۰	۲	
درس ریکارڈنگ					.	۰۰۰	۳	
لاؤڈ سپیکر مرمت	-	۸۵۹	۱					
نفری نیز میز خریداری					.	۰۰۰	۲۵	
سوئی گیس وفٹنگ	۶۹	۱۲۹	۳					
ضمانت میٹر	.	۴۶۶			.	۰۰۰	۲	
ہنگامی صفائی	.	۸۳۱	۲		.	۰۰۰	۷	
تبلیغ مطبوعات موتمر المصنفین	.	۲۵۰			.	۰۰۰	۱	
سند طباعت	.	۶۶۰			.	۰۰۰		
فرش مسجد ودار الحفظ (دری)	۱۸	۶۵۰	۱۷		.	۰۰۰	۲۰	
مرمت تعمیرات	۵۰	۵۳۸	۱		.	۰۰۰	۴	
تکمیل دار الاقامہ	۹۰	۶۴۱	۲۶		.	۰۰۰	۴۰	۱
تکمیل دار المدرسین	.	۰۸۹	۲۴		.	۰۰۰	۲۰	
پلاٹ بھرائی	.	۷			.	۶۰۰	۳	
لائسنس بندوق	۱۷	۱۶۹	۳		.	۰۰۰	۳۳	۳
مسجد خطیب ومؤذن	-	۲۴۰	۶۳			۰۰۰	۵۰	
تعمیر دار المدرسین	-	.	.					
خریداری اراضی								
احاطہ بندی اراضی	۲۴	۷۵۰	۱۷			۰۰۰	۳۰	۱
ماہنامہ الحق						۵۰۰		
اخراجات وقف اراضی طور								
	۸۵	۵۲۹	۶۱	۱۰	.	۷۳۰	۸۶	۱۵

مؤتمر المصنّفین کی تازہ عظیم اور شاہکار پیشکش
ایک نادر تحفہ ——— ایک عظیم خوشخبری
حقائق السنن
جلد اوّل
(شرح جامع السنن للامام الترمذی)
شائع ہو گئی ہے
• افادات — محدثِ یگانہ علامۂ عصر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ بانی دارالعلوم حقانیہ۔
• باہتمام و نگرانی — مولانا سمیع الحق مدیر الحق و صدر مؤتمر المصنفین۔
• ترتیب و مراجعت — مولانا عبدالقیوم حقانی۔
حدیث کی جلیل القدر کتاب جامع ترمذی شریف سے متعلق شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ
کے درسی افادات و آمالی کا عظیم الشان علمی سرمایہ اردو زبان میں پہلی بار منصۂ شہود پر۔
اہلِ علم، اساتذہ اور طلباء دورۂ حدیث ایک زمانہ سے اس کے انتظار میں تھے۔
چند خصوصیات
• حدیثی و فقہی مباحث کا شاہکار
• مسلک احناف کے ٹھوس دلائل اور دلنشین تشریح
• معرکۃ الآراء مباحث پر فقیہانہ اور حکیمانہ کلام
• چالیس سالہ تدریسی معارف و نکات کا مجموعہ۔
• نقدِ احادیث کے نادر مباحث کا ذخیرہ
• اندازِ بیان نہایت عام فہم اور سادہ
• حدیث سے متعلق سیر حاصل مباحث پر مشتمل مقدمہ
• نہایت تحقیقی تعلیقات اور اضافے۔
۲۲ × ۲۹ سائز کے تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل پہلی جلد جامع ترمذی کے "الطہارات" کے
ایک سو گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔
کاغذ، کتابت و طباعت، جلد بندی ہر لحاظ سے معیاری اور شاندار۔ قیمت ۱۲۵ روپے
طلباء، اہل علم و مدارس کے لیے خاص رعایت
مؤتمر المصنّفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ضلع پشاور

REGD-NO.P-90

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک آپکو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے
کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے)
ڈرانے والے ہیں اور (سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں۔ اور
آپ ایک روشن چراغ ہیں۔

O Prophet ! truly We have sent thee
as a Witness, a Bearer of glad
tidings, and a Warner, and as
one who invites to Allah's (Grace)
by his leave. And A Lamp Spreading Light